For Children 4-13 yrs.

eBook

اسلامی عقائد

رہنمائے اساتذہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی عقیدہ

AL-HUDA Publications (Pvt) Ltd.

Hamaray Bachchay
Guiding - Inspiring - Nurturing
Alhuda International Welfare Foundation

نام کتاب ---------------------------- اسلامی عقیدہ

تالیف ---------------------------- تحقیقی ٹیم ہمارے بچے

ناشر ---------------------------- الھدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد

ایڈیشن ---------------------------- دوم

تعداد ---------------------------- 1000

ISBN ---------------------------- 978-969-8665-56-2

قیمت ----------------------------

تاریخ اشاعت ---------------------------- اگست 2019ء، ذوالحجہ 1440ھ

ملنے کے پتے

پاکستان

7-AK Brohi Road, H-11/4, Islamabad, Pakistan

فون: +92-51-4866130-1, +92-51-4866150-1 +92-51-4866125-9

salesoffice.isb@alhudapk.com

www.alhudapublications.org

www.alhudapk.com www.farhathashmi.com

امریکہ

PO Box 2256 Keller TX 76244

فون: +1-817-285-9450 +1-480-234-8918

www.alhudaonlinebooks.com

کینیڈا

5671 McAdam Rd ON L4Z IN9 Mississauga Canada

فون: +1-905-624-2030 +1-647-869-6679

www.alhudainstitute.ca

برطانیہ

14 Wangey Road, Chadwell Heath Romford,
Essex RM6 4AJ London U.K.

فون: +44-20-8599-5277 +44-79-1312-1096

alhudauk.info@gmail.com

alhudaproducts.uk@gmail.com

کورس کے لیے بنیادی اصول

- کلاس کے آغاز پر بچے کو اس کورس کے ٹائم ٹیبل اور طریقہ کار کے بارے میں بتائیں۔
- پہلی کلاس کا آغاز ان تفصیلات سے کریں۔

سبق کا دورانیہ: 25 منٹ

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- پہلے سبق میں کلاس کے قواعد دہرا لیں تاکہ نئے آنے والے بچے طریقہ کار کو سمجھ سکیں۔
- پہلی کلاس میں کم از کم 30 منٹ پہلے آئیں تاکہ بچوں کے پہنچنے سے پہلے تمام چیزیں سیٹ کر لی جائیں۔
- ان اسباق کے لیے اسلامی عقیدہ پر مبنی آڈیو از: ڈاکٹر ادریس زبیر اور ڈاکٹر فرحت ہاشمی سنیں۔ کتاب 'اسلامی عقیدہ' از: زبیدہ عزیز کا بھی مطالعہ کریں۔
- اس کتاب کو ترتیب دینے میں عقیدہ سے متعلق اہم نکات کو نہایت باریکی سے جانچا گیا ہے لہٰذا نصاب کے علاوہ دیگر مواد پڑھانے سے گریز کریں۔

اساتذہ کے لیے چند اصول:

- کلاس کے دوران سب اساتذہ اپنے موبائل کو بند یا خاموش رکھیں۔
- کلاس کے بعد اپنے سبق کا تجزیہ لکھ کر انچارج کو دیں گی۔
- ہر استاد مسکرا کر کلاس لے اور گھر سے سبق کی پوری تیاری کر کے آئے۔
- حاضری لیتے ہوئے حاضر یا غیر حاضر کے لیے P/A لکھیں۔ (پہلے دن حاضری کلاس کے اختتام پر لگائیں)۔
- سب اساتذہ ایک مرتبہ کلاس کے قواعد و ضوابط ضرور پڑھ لیں جو کہ ٹیچر ڈائری کے اختتام پر دیے گئے ہیں۔
- اپنے معاونین کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں۔
- استاد کی شخصیت بچوں کے لیے بہت متاثر کن ہونی چاہیئے۔ استاد کو نرم مزاج مگر بارعب ہونا چاہیئے۔

سبق

پہلے 30 منٹ میں بچوں کا تعارف لیں۔ استاد اپنے تعارف سے آغاز کرائے۔ کلاس کا طریقہ کار بچوں کو سمجھائے۔ ٹائم ٹیبل بتائے۔ ایک کارڈ پر ٹائم ٹیبل لکھا ہوا دکھائے۔

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)۔ بچو! آپ سب کیسے ہیں؟

درج ذیل دعائیں پڑھیں:

- رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْاقَوْلِیْ
- رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا
- درود ابراہیمی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِ بْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِ بْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِ بْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (صحیح بخاری)

بچو! میرا نام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔ (ہر استاد اپنے بارے میں بچوں کو بتائے، مثلاً نام، پڑھائی، یہاں کیوں پڑھانے آئیں ہیں وغیرہ)۔ اب آپ بھی باری باری اپنے بارے میں بتائیں۔ (نام، سکول، کلاس، آپ یہاں کیوں آئے ہیں، آپ کو کن چیزوں کا شوق ہے وغیرہ)

بچو! اس کلاس کے چند اصولوں کی آپ سب کو پابندی کرنا ہوگی۔

بچوں کو ہر کام کرنے کی وجہ اور فائدہ سمجھائیں تاکہ ان میں اس کام کو کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

اصول نمبر 1: سب بچے وقار سے دائرے میں بیٹھیں گے۔ (استاد دائرے درست طریقے سے بنوا کر بتائے): بچو! جب صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے تو یہی طریقہ تھا۔

اصول نمبر 2 : کسی کو کسی ضرورت سے جانا ہو تو استاد سے پوچھ کر جائے۔ مثلاً پانی پینے، باتھ روم۔ بچو! اگر ہم بار بار گروپ میں سے اٹھ کر جائیں گے، تو استاد بھی تنگ ہوں گی اور باقی بچے بھی۔ اس کے علاوہ ہمارا سبق بھی ادھورا اور نامکمل رہ جائے گا۔ تو کوشش کیجئے کہ بار بار اٹھ کر نہ جانا پڑے۔

اصول نمبر 3: کوئی بات پوچھنی ہو یا سوال کرنا ہو تو ہاتھ اٹھا کر استاد کی اجازت کے بعد پوچھیں اور سوالات سبق سے متعلق ہی ہوں۔

اصول نمبر 4: سبق کے دوران آپس میں کوئی بات نہیں کرے گا۔

اصول نمبر 5 : اپنے ساتھ کھلونا یا کھانے کی کوئی چیز نہ لائیں۔ اس سے دھیان سبق کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور گم ہونے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔

> یہ اصول بتانے سے نہ صرف یہ کہ بچوں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ پڑھنا کتنا اہم کام ہے بلکہ استاد کو بھی بچوں کو بٹھانے کے طریقے آ جاتے ہیں۔ اگر بچوں کو اس انداز میں سمجھایا جائے کہ کوئی کام کرنا کیوں ضروری ہے تو وہ زیادہ محتاط رویہ اختیار کرتے ہیں۔

- اب میں آپ کو کلاس کا ٹائم ٹیبل بتاتی ہوں:
- 4:45 پر ہماری کلاس شروع ہوگی سب بچوں کو صحیح وقت پر آنا ہے۔ بچو! جس کی 80% یا اس سے زیادہ حاضری ہوگی اس کو اس کورس کے آخر پر سرٹیفکیٹ ملے گا۔
- 4:45 سے 5:15 ہماری احادیث/ دعاؤں کی کلاس ہوگی جس میں سب بچے اکٹھے بیٹھ کر پڑھیں گے۔
- 5:15 سے 6:00 تک ہمارا گروپ کا وقت ہوگا جس میں استاد ہر روز ایک موضوع پر بات کرے گی۔ ہم دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو کون سے کام پسند ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو کیسے کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرامؓ کس طرح سیکھتے تھے۔ ہم یہ بھی پڑھیں گے کہ ہم یہ سب اچھے اچھے کام کیسے سیکھیں۔ (عنوانات کی فہرست بچوں کو دکھائیں)۔
- 6:00 سے 6:15 تک نماز کا وقت ہوگا۔ نماز کے وقت سب بچوں اور بچیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا سر (دوپٹہ، سکارف، ٹوپی وغیرہ سے) ڈھانپ لیں۔ آپ کی نماز کی استاد آپ کو نماز سکھائیں گی۔

> استاد نماز کے لیے ایکشن سے وضو کرواتے وقت ایک طرف کھڑی ہوں گی اور باقی اساتذہ بچوں کی صف کے درمیان وقفے وقفے سے کھڑی ہوں گی۔ اس دوران وہ مشاہدہ کریں گی کہ بچوں کو کہاں مسئلہ پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ نماز کی استاد کو بتائیں گی جو کہ اس کو اپنی روزانہ کی کلاس میں نماز کی نئی بات کے طور پر شامل کر لے گی۔ سب سے زیادہ توجہ طلب بات یہ ہے کہ بچے صف صحیح بنائیں اور نماز کے دوران سب لڑکیوں کے سر ڈھکے ہوئے ہوں۔ استاد کو یہ بات بھی یاد رکھنا ہے کہ چھوٹے بچے نماز کے ارکین کو ادا کرنے میں وقت لیتے ہیں۔

- 6:15 سے 6:45 کھانے اور آرٹ کا کام کرنے کا وقت ہوگا جس میں ہم اپنے سبق سے ہی متعلق کام کریں گے۔

آرٹ کا کام کرنے کے لیے بچوں کو ایک پلاسٹک شیٹ دی جاتی ہے، سب بچوں کو اس پر بیٹھ کر کام کرنا ہوتا ہے کوئی بھی بچہ اس شیٹ سے نیچے بیٹھ کر کام نہیں کرے گا اور نہ ہی سامان نیچے رکھے گا۔

- بچو! جب آرٹ ورک کی ٹوکری آئے تو پہلے اس کو غور سے دیکھ لیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب آپ کی ٹوکری واپس جائے تو اسی طرح سیٹ ہونی چاہیے جس طرح آئی تھی۔ مارکرز کے ڈھکن صحیح بند ہوں اور سب چیزیں اپنی جگہ صحیح اور درست حالت میں ہوں۔ آرٹ کا کام ختم کر کے اپنے اردگرد دیکھ لیں کہ کوئی مارکر یا پنسل تو نہیں پڑی اور اگر گری ہو تو ان کو اٹھا کر ٹوکری میں رکھ دیں۔ اپنا آرٹ کا کام اپنے ساتھ گھر لے جائیں اور گھر جا کر سب کو بتائیں کہ آج آپ نے کیا سیکھا اور پڑھا۔

> آرٹ کا کام سب بچوں کو خود کرنا ہوگا ہاں اگر کسی بچے کو کوئی مدد چاہیے تو استاد اس کی مدد کر سکتی ہے۔

- کلاس کے آخر میں دعا پڑھ کر اٹھیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ

- بچو! اگر آپ کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔ (بچوں کو سوالات کرنے کا موقع دیں)۔

سبق نمبر 1 مسلمان کا عقیدہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- عقیدہ کی تعریف، مقصد اور افادیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھ لے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کئے جائیں گے:

- عقیدہ
- گرہ لگانا
- اللہ تعالیٰ کی مرضی

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز، کوئی لفافہ یا بیگ ۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- بنیادی عقیدہ کی مثالیں دیتے وقت خیال رکھیں کیونکہ بہت سے آداب ومعاملات دین کا حصہ ہیں لیکن ان کو عقیدہ کی تعریف سے با قاعدہ کوئی ربط نہیں۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ بچو! آپ سب کیسے ہیں؟ الحمد اللہ! میں ٹھیک ہوں۔ سب سے پہلے ہم سب مل کر دعا مانگتے ہیں۔ سب بچے ہاتھ اٹھائیں۔

رب اشرح لی صدری.............

اللھم صل علی محمد.........

رب زدنی علما..................

بچو! اب ہم آج کا سبق شروع کرتے ہیں۔ ہمیں کس نے پیدا کیا؟ کیوں پیدا کیا؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں) اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں بتایا ہے کہ ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاریات:56]

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

یہ عبادت ہم کیسے کریں گے؟ عبادت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکانا کہ اللہ تعالیٰ آپ جو کہیں گے ہم کرنے کو تیار ہیں۔ جن باتوں سے منع کریں گے ہم رکنے کو تیار ہیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے پیدا کیا ہے کہ ہم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں اور جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں ہم وہی کریں۔ مثلاً:

1۔ **نماز پڑھنا:** نماز کا وقت ہو گیا۔ بچے کھیلنے میں مصروف ہیں اور ان کو کھیلنے میں ہی مزہ آرہا ہے۔ وہ اذان سنتے ہیں لیکن ان کا دل نہیں چاہ رہا کہ کھیل کو چھوڑ کر کوئی اور کام کریں۔ لیکن انھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقت کی پابندی کے ساتھ نماز فرض کی ہے۔ لہذا وہ کھیل چھوڑ کر نماز کو ادا کرنے کا فیصلہ کریں گے، یہی عبادت ہے۔

2۔ **والدین کی بات ماننا:** آپ امی ابو کی کون سی بات مانتے ہیں اور کون سی بات ماننے کو آپ کا دل نہیں چاہتا؟ مثلاً آپ کھیل رہے ہیں اور امی پانی مانگتی ہیں تو آپ کیا کرتے ہیں؟ دل تو کئی بار چاہتا ہے کہ کھیلتے ہی رہیں۔ اب فیصلہ کیسے کریں؟ آپ نے سوچا اور فیصلہ کیا کہ امی کو پانی پلانا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

3۔ **غصہ اور لڑائی جھگڑا:** لڑائی جھگڑا کرنا بری بات ہے۔ ہمیں لوگ بتاتے ہیں کہ غصہ مت کرو۔ لیکن کبھی ایسے ہوتا ہے کہ کوئی آ کر ہمیں دھکا دے دیتا ہے، ہماری چیزیں خراب کر دیتا ہے اور اس پر ہمیں اتنا غصہ آتا ہے اور ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم اُسے خوب ماریں۔ لیکن کیا ہم اس وقت یہ نہیں سوچیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سے جو چاہتا ہے اس کو اختیار کرنا عبادت ہے۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ لڑائی جھگڑے سے پرہیز اور غصہ ترک کرنے میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

بچو! یہی سب کام تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کہلاتے ہیں۔ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کرنا۔ یہ ہم کیسے کریں، ہمیں کہاں

سے اور کیسے معلوم ہوگا؟

بچو! اس کورس میں ہم سیکھیں گے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق کیسے مضبوط کرنا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح کرنی ہے۔ اس کے لیے ایک عملی سرگرمی (activity) کرتے ہیں۔ سب بچے غور سے دیکھیں۔

> استاد دو لفافے یا بیگ لیں۔ ان میں اپنی کچھ چیزیں رکھے۔ ایک کی گرہ مضبوطی سے لگا دیں اور ایک کی ڈھیلی۔ بچوں کو دونوں بیگ دیں تا کہ وہ گرہ کھولنے کی کوشش کریں اور پھر سمجھائیں۔

بچو! اگر گرہ مضبوط ہے تو اس میں سے نہ کوئی چیز نکال سکتا ہے اور نہ ہی اس کے اندر کوئی چیز ڈال سکتا ہے۔ یہ محفوظ رہے گی۔ لیکن اگر گرہ آسانی سے کھل جائے تو اس بیگ کے اندر سے چیزیں نکالی بھی جاسکتی ہیں اور مزید ڈالی بھی جاسکتی ہیں۔ ان کے گرنے اور گم ہونے کا خطرہ بھی لاحق رہتا ہے۔

بچو! اسی طرح ہم مسلمان بھی اپنا ہر کام اللہ کی مرضی کے مطابق کرنے کے لیے اپنے دل میں ایک گرہ لگاتے ہیں۔ اگر ہماری وہ گرہ مضبوط ہوگی تو ہم کوئی کام کرتے وقت اپنی مرضی یا دوسروں کی مرضی پر نہیں چلیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو سب سے اہم جانیں گے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے ایسی ہی ایک مضبوط گرہ لگانے کا حکم دیا ہے۔ اس کو عقیدہ کہتے ہیں۔

عقیدہ کیا ہوتا ہے؟ Set of beliefs۔ عربی زبان میں یہ لفظ 'عقد' سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے گرہ باندھنا۔ to tie a knot۔ عقیدہ سے مراد ایسی پکی گرہ، ایسا پکا ارادہ ہے کہ ہم ہر کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کریں گے۔ یہ ایک معاہدہ (contract) ہے جو بندے اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اس کی مرضی کے مطابق کام کریں گے۔

بچو! پھر عقیدہ کی گرہ کیسی لگائیں؟ ہمیں اپنے دل میں ایسی گرہ لگانی ہے کہ Set of beliefs کو صحیح رکھنا ہے، جو تمام کام قرآن وسنت کے مطابق کرنے میں مدد دے۔ کوئی بھی اس گرہ کو کھول کر کوئی اور چیز نہ اندر ڈال سکے اور نہ نکال سکے۔ ہم جو بھی عبادت کریں قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے مطابق کریں۔

بچو! یہ عقیدہ کی گرہ ہم کہاں لگاتے ہیں؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ عقیدہ کا تعلق ہمارے دل سے ہے۔ ہمیں اپنے دل میں ایسی گرہ لگانی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کو بہت مضبوط کر دے۔ (FC :1.1)

> ایک مرتبہ لفافہ یا بیگ میں گرہ لگانے کے بعد اس کو ہٹا دیں۔ عقیدہ کے بارے میں مزید سمجھاتے ہوئے بار بار لفافہ یا بیگ کی بات نہیں کرنی کیونکہ اس سے بچوں میں confusion پیدا ہو سکتی ہے۔

جتنے آسان اور سادہ انداز میں بات کو سمجھائیں گے اتنی اچھی طرح بات سمجھ میں آئے گی۔

اگر ہم یہ سوچ لیں کہ ہم نے اپنے دل میں پکی گرہ لگالی ہے کہ ہر کام قرآن وسنت کے مطابق کرنا ہے(یعنی ہر وہ کام کرنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ حکم دے اور اس طرح کرنا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس کام کو کیا) تو کسی بھی بات میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا آسان ہو جاتا ہے۔(FC:1.2)

آٹھ سال سے بڑی عمر کے بچوں کے لیے: عقیدہ وہ چیز ہے جس پر انسان کے دین کی بنیاد ہے ۔ یہ ایک بیج کی طرح ہے جس سے انسان کے عمل کا پودا درخت بنتا ہے۔

بچو! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ جو کچھ ہمارے دل میں ہوگا ہم اسی کے مطابق کام کریں گے۔ ہم اس وقت تک اچھا کام نہیں کر سکتے جب تک ہمارے دل میں اچھی بات نہ ہو۔ اس لیے اگر دل میں صحیح عقیدہ ہوگا کہ ہمیں صرف قرآن اور سنت کے مطابق کام کرنا ہے پھر ہم جو بھی کام کریں گے وہ بہترین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو احسن عمل کہتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن اگر عقیدہ کمزور ہوا، ہم نے اپنے دل میں ہر بات کو آنے دیا یا قرآن وسنت کو مکمل اور اچھی طرح مضبوطی سے نہ تھاما تو ہم کبھی بھی اچھے کام نہ کر سکیں گے۔

استاد یہ بتاتے وقت مسکرائے اور اپنے دل کی طرف اشارہ کرے۔ پھر ہاتھ پاؤں کی طرف توجہ دلائے۔

بچو! اس سے ہمیں ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہم لوگوں کی کہی ہوئی بات پر یا جو ہمارا دل چاہ رہا ہے اس پر اس وقت تک عمل نہیں کریں گے جب تک وہ قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو۔ یعنی جو بات اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بھیجی ہے اس کو مان کر اس پر عمل کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اسی بات پر زیادہ توجہ دی کہ لوگوں کا عقیدہ صحیح ہو جائے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی بات کو بھلا دیا تھا اور اسی لیے بتوں کو پوجتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پیغام کے بارے میں بتایا، جو آپ ﷺ کے پاس وحی کے ذریعے آیا تھا۔ مکہ کے سب لوگ رسول اللہ ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے، لیکن جیسے ہی عقیدہ صحیحہ کی بات کی تو سب لوگ آپ ﷺ کے دشمن بن گئے۔ مکہ میں رسول اللہ ﷺ تیرہ سال اسی بات کی تعلیم دیتے رہے کہ اپنے دل میں صرف قرآن وسنت کو جگہ دو۔ اللہ تعالیٰ کو ایک مانو، صرف اسی کی عبادت کرو۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ذوالمجاز کے بازار میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے کہ ''اے لوگو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه.... کہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ'' اور بار بار یہی جملہ کہتے جا رہے تھے۔(مسند احمد: 16654)

بچو! اب ہمارا عقیدہ کیا ہونا چاہیے؟ ہمیں کیا کرنا ہے؟ سب سے پہلے ہمیں اپنے دل میں پکی گرہ لگانی ہے اور اس بات کو یاد رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ آپ بتائیں گے کہ ہمیں کس نے پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اور کیوں؟ اپنی عبادت کے لیے۔ جب ہمارا ایمان اللہ پر درست ہو گیا تو ہماری عبادت کے طریقے خود ہی درست ہو جائیں گے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں اس لیے ہم اپنے خیال اور عقل سے بات نہیں کریں گے کہ 'میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ چاہتا ہے' بلکہ ہم دیکھیں گے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں وحی کے ذریعے کیا بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ (FC:1.3)

چند عملی مثالوں کے ذریعے عقیدہ کی مزید وضاحت کریں۔

بچو! جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھو، ﴿وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ ہمارے دل کی گرہ مضبوط ہوئی تو ہم کھیل، دوست، ٹی وی کمپیوٹر، سب کچھ چھوڑ کر جائیں گے اور وضو کر کے، سر ڈھانپ کر اچھی نماز پڑھیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دل میں عقیدے کی گرہ مضبوط ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانتے ہیں۔

استاد واضح انداز میں مثال بتائے اور غلط عقائد پر افسوس کا اظہار کرے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف وہ کر سکے گا جس نے اپنے دل میں مضبوط گرہ لگائی ہوگی۔

بچو! دنیا میں عبادت تو بہت لوگ کرتے ہیں لیکن قرآن مجید اور سنت کے علاوہ اور باتوں کو بھی ساتھ ملا لیتے ہیں۔ ہمیں تو ہر کام خالصتاً اللہ کے لیے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ﴾ [الزمر:2] پس آپ اللہ ہی کے لیے عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی پسند اور رضا کو مقصد بنانا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے طریقے اختیار کرنا، مثلاً نماز اس طرح پڑھنا جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سکھائی ہے۔ (FC:1.4)

﴿ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴾ ۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی اختیار کی جائے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے کہ ہمارے دل میں گرہ کو مضبوط کر دے کہ میں صرف تیری عبادت کروں اور اس کے لیے صرف تجھ سے ہی مدد مانگوں۔

جب بھی قرآن مجید کی آیات بتائیں تو قرآن مجید کھول کر دکھائیں اور بڑے بچوں سے پڑھوائیں۔

بچو! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا﴾ والدین کے ساتھ احسان کرو یعنی اپنے ماما بابا کی

بات مانو مثلاً ماما ہمیں کہتی ہیں کہ بیٹا ہوم ورک کرلو، اپنا کمرہ صاف کرلو، چھوٹے بہن بھائی کا خیال رکھو، لڑائی نہ کرو، چیخنا چلانا نہیں، مجھے پانی پلا دیں، نماز پڑھ لیں وغیرہ، تو اگر ہمارے دل میں قرآن وسنت کی گرہ پکی ہوگی تو ہم اپنی ماما کی بات مان لیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ﴿وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ﴾ (ال عمران: 134) "وہ لوگ جو غصے کو پی جاتے ہیں"، یعنی اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ پسند ہیں جو غصے پر قابو رکھتے ہیں۔

> بچوں سے پوچھیں کہ غصہ کب کب اور کن کن باتوں پر آتا ہے پھر ان چیزوں کو اللہ سے جوڑتے جائیں کہ جن کا عقیدہ کمزور ہو ان کے لیے کسی صحیح عمل کو اختیار کرنا یا برے عمل کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

قرآن وحدیث میں شرم وحیا پر خصوصی زور دیا گیا ہے کہ مسلمان میں شرم وحیا ہونی چاہیے۔ لڑکیاں اپنا پورا جسم ڈھانپ کر باہر نکلیں اور لڑکے نظریں نیچی رکھیں۔ جس کا عقیدہ پکا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنے گا اور فوراً عمل کرلے گا۔

بچو! ہمیں یہ یاد رکھنا ہے کہ ہمیں ہر کام میں خیال رکھنا ہے کہ "میرا ہر کام قرآن وسنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس بات کی مضبوط گرہ اپنے دل میں باندھنی ہے۔" عقیدہ کی مضبوط گرہ ہمارے ہر عمل سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتی ہے۔ جب ہم کوئی بھی کام اس عقیدہ کے مطابق کریں گے تو وہ صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی بات کے مقابلے میں نہ کسی دوست کی بات سننی ہے، نہ ہی دل کی بات ماننی ہے، نہ یہ دیکھنا ہے کہ دوسرے لوگ کیا کر رہے ہیں۔ (FC:1.5)

کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ابن جدعان صلہ رحمی کرتا تھا۔ مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا تو یہ اس کو کتنا فائدہ دے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا "یہ کام اسے کوئی فائدہ نہ دے گا، کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا تھا: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ .... اے اللہ! قیامت کے دن میرے گناہ بخش دینا۔" (صحیح مسلم: 540) یعنی اس کا عقیدہ ہی درست نہ تھا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ہمارا عقیدہ درست نہیں تو ہم جتنے بھی اچھے کام کرلیں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے اپنا عقیدہ (Set of beliefs) قرآن وحدیث سے لیا خود سے نہیں بنایا۔ ان کا ہر کام قرآن وسنت کے مطابق ہوتا تھا۔ اپنے ماحول سے کچھ نہیں لیا۔ ہم اپنے ماحول سے کیا کیا لیتے ہیں؟ (بچوں کو بولنے دیں)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیل اللہ یعنی اپنا best friend کہا مگر قیامت کے دن وہ اپنے والد کی کوئی مدد نہ کرسکیں گے کیونکہ ان کے والد کا عقیدہ ہی درست نہیں تھا۔

بچو! آج سے ہمیں اپنا عقیدہ مضبوط کرنا ہے ہمیں بہت کوشش کرنی ہے اور دعا بھی کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو ساری غلط باتوں سے پاک کردے اور ہمیں وہ سوچ اور عقیدہ دے جو اس کو پسند آئے۔ کیونکہ ہمیں سارے کام اللہ تعالیٰ کے لیے کرنے ہیں۔

بچو! جس کے لیے کام کیا جائے وہی پسند نہ کرے تو اس کام کا کیا فائدہ۔ مثلاً کلاس میں آپ اپنی کاپی استاد کو چیک کرنے کے لیے دیں، لیکن استاد کو آپ کا ہوم ورک پسند نہ آئے تو آپ کا کیا حال ہوگا؟ سوچیں! اگر ہمارا اعمال نامہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے پسند نہ کیا تو ہمارا کیا حال ہوگا اور ہم کہاں جائیں گے؟

استاد اپنے چہرے کے تأثرات ظاہر کریں کہ یہ ایک کس قدر اہم بات ہے۔

جب عقیدہ درست اور مضبوط ہوتا ہے تو تمام اعمال اچھے ہوتے ہیں۔ ایسا انسان تو لوگوں کے لیے بھی فائدہ مند ہوتا ہے، کیونکہ اگر اس کو لوگوں سے تعریف مل رہی ہو تو بھی کام کر رہا ہوتا ہے اور اگر نہ مل رہی ہو تو بھی کام کرتا رہتا ہے۔

بچو! میں آپ کو ایک واقعہ سناتی ہوں۔ عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے بہت بڑے دشمن ابوجہل کے بیٹے تھے۔ وہ بھی اپنے والد کی طرح مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا تو عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ سمندر میں سوار ہو گئے۔ بہت تیز ہوا چل رہی تھی۔ کشتی طوفان میں پھنس گئی تو کشتی والوں نے کہا: اب تم سب صرف خالص (اللہ) کو پکارو اس لیے کہ تم لوگوں کے معبود اس جگہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس پر عکرمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''اللہ کی قسم اگر دریا میں اللہ کے علاوہ مجھے کوئی نہیں بچا سکتا تو خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر اس مصیبت سے کہ میں جس میں پھنس گیا ہوں تو مجھ کو بچالے گا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ رکھوں گا اور میں ضرور انھیں بہت زیادہ معاف کرنے والا اور احسان کرنے والا پاؤں گا۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ (سنن النسائی: 4067)
یعنی پہلے ان کا عقیدہ درست نہ تھا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بات نہ مانتے تھے اور جیسے ہی بات ان کی سمجھ میں آئی تو ان کا عمل بھی بدل گیا۔

بچو! ہمیں یاد رکھنا ہے کہ عقیدہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں وحی کے ذریعے سے قرآن و سنت میں تمام باتیں بتائی ہیں۔ ہمیں ہر وقت اپنے عقیدہ کو مضبوط رکھنا ہے اور جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ پر عمل کر کے دکھایا، ہمیں بھی ویسے ہی عمل کرنا ہے۔

سبق نمبر 2　　　ہمیں ایمان کی ضرورت کیوں؟

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- ایمان کا تعارف اور اس کی اہمیت کو جان لے۔
- چند مثالوں سے ایمان کے عملی اظہار کو سمجھ لے۔
- جان لے کہ ایمان میں کن چیزوں سے کمی بیشی ہوتی ہے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کئے جائیں گے:

- ایمان
- عقیدہ

سبق کا دورانیہ: 30 منٹ　　　**خاکہ کا دورانیہ:** 15 منٹ

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- اس سبق کے آغاز پر ہی یقین دہانی کر لیں کہ بچے عقیدہ اور ایمان کے فرق کو سمجھ لیں۔
- خاکہ کی تیاری اچھی طرح سے کر کے آئیں تاکہ بچوں میں تمام تصورات (concepts) واضح ہو جائیں۔

خاکہ

کردار: سعدیہ ،آمنہ اور استاد

اس خاکہ میں دو کردار دکھا کر ان کے عمل کے ذریعے سے یہ واضح کیا جائے کہ عقیدہ صحیح رکھنے سے عمل اور ایمان کیسے بڑھتا ہے۔ سبق کے دوران میں ان دو کرداروں کی طرف اشارہ کیا جائے تا کہ ایمان کی عملی شکل کی وضاحت ہو سکے۔

استاد: السلام علیکم بچو! آج ہم آپ کی ملاقات اپنے مہمانوں سے کروا رہے ہیں۔ ان کا نام ہے سعدیہ۔ یہ بہت زیادہ امیر ہیں اور ایک بزنس ویمن ہیں۔ ان کا کاروبار ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ آیئے ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں!

استاد: السلام علیکم مس سعدیہ۔

(سعدیہ نظر انداز کرتے ہوئے صرف سر ہلائے گی)

استاد: بچو! ہماری دوسری مہمان ہیں آمنہ۔ ان کو پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ ''السلام علیکم آمنہ''۔

آمنہ مسکراتی ہے اور سلام کا جواب دیتی ہے۔

استاد: سعدیہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا کچھ دیا ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کرتی ہیں؟

سعدیہ: (حیران ہو کر) یہ سب تو میری اپنی محنت ہے۔ مجھے کسی نے نہیں دیا ہے۔ میرے پاس ویسے بھی وقت نہیں کہ اس کے بارے میں سوچوں۔ میں بہت مصروف ہوں اور مجھے بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ 5 ملین ڈالر ایک مہینے میں کمانا، بزنس کی دیکھ بھال کرنا بڑا کام ہے۔

(استاد ذرا شرمندہ ہوتی ہے)

استاد: آمنہ، آپ تو بہت ذہین ہیں۔ سنا ہے آپ بالکل وقت ضائع نہیں کرتیں بلکہ کتابیں پڑھتی رہتی ہیں۔

آمنہ: (مسکرا کر) الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ زندگی اور یہ دماغ اس لیے تو نہیں دیا کہ میں اس کو ضائع کر دوں۔ مجھے بہت اچھا لگتا ہے جب میں علم حاصل کرتی ہوں۔

(سعدیہ کا موبائل بجتا ہے)

استاد: میرا خیال ہے آپ کا فون آیا ہے۔

سعدیہ: (فون اٹھاتی ہے) مریم! کیا حال ہے تمہارا؟ کیا واقعی سچ واؤ! تم میری سب سے اچھی دوست ہو۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اچھا پھر بات ہو گی۔ (فون بند کر کے) ایک تو میں مریم سے بہت تنگ ہوں۔ مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔

(استاد اور آمنہ پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں)

آمنہ: کسی کے بارے میں ایسی بات کہنا ٹھیک نہیں۔

سعدیہ: اوہ! میری زندگی کا ایک اصول ہے میں سب سے اچھی ہوں۔ لیکن مجھے پورا یقین ہے میری ایک بھی دوست اچھی نہیں۔ اس دنیا میں کوئی بھی اچھا نہیں ہے۔

استاد: کیا واقعی آپ کا یہی خیال ہے؟ کوئی بھی اچھا نہیں ہے؟ آپ کے والدین، بہن بھائی اور رشتے دار بھی نہیں؟

آمنہ: مجھے تو اپنے والدین اور گھر والے بہت اچھے لگتے ہیں۔ (سوچ کر) میں تو سب لوگوں کی عزت کرتی ہوں۔

سعدیہ: (اعتماد سے) ہاں کوئی بھی نہیں۔ بس مجھے ہر وقت احساس ہوتا ہے کہ میں اکیلی ہوں باوجود اس کے کہ میرے اردگرد بہت لوگ ہیں۔ مگر مجھے کوئی اچھا نہیں لگتا اس لیے کسی کام میں مزہ نہیں آتا۔ میرا دل خوش نہیں ہے نا۔

استاد: لیکن آپ کے پاس تو اتنا کچھ ہے۔ آمنہ آپ بھی ہمیں کچھ اپنے بارے میں بتائیں؟

آمنہ: میں تو بہت خوش ہوں۔ جو کام بھی کرتی ہوں، اس کے بعد دل میں سکون ہوتا ہے۔ ہر کام کرنا اچھا لگتا ہے۔ دراصل میں اچھی اچھی کتابیں تو پڑھتی ہی ہوں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری زندگی میں قرآن مجید اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی بہت اہمیت ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ اپنے دل میں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانے دینا۔ میں نے اپنے دل میں set of beliefs پر گرہ لگالی ہے اور میں اب مضبوط عقیدہ پر جم گئی ہوں۔ جس کے بعد میں نے اپنے عمل پر توجہ دی۔ یوں میرا ایمان بڑھا۔

سعدیہ: یہ آپ نے کیسے کیا؟ مجھے بھی خوش رہنا ہے اور وہ کام سیکھنے ہیں جو آمنہ کرتی ہے۔

استاد: (مسکرا کر) بچو! چلیں ہم اپنی کلاس میں جا کر اس کے بارے میں سوچتے ہیں کہ یہ کرنا کیسے ممکن ہے۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے) بچو! اس خاکہ میں آپ نے کیا دیکھا؟ کیا سمجھ میں آیا؟
- بچو! چلیں پہلے دہراتے ہیں کہ ہم نے کل کیا کیا پڑھا تھا؟

> پچھلی کلاس کی دہرائی کرائیں۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ چند سوال تیار کر کے لائیں اور پچھلی کلاس کے فلیش کارڈ لگا کر بچوں سے بات کریں۔ عقیدہ کیا ہوتا ہے؟ عقیدہ کہاں ہوتا ہے؟ عقیدہ کے بارے میں ہمیں کہاں سے معلوم ہوتا ہے؟

- بچو! ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم قرآن وسنت کے مطابق کام کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں جو بتایا ہے وہ کریں گے اور رسول ﷺ جو کام جس طرح کرتے تھے ہم بھی ویسے ہی کریں گے۔
- ایسا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)

> اس طرح بچوں کے جوابات سن کر استاد کو اندازہ ہو جائے گا کہ بچوں کو پچھلا سبق کتنا سمجھ میں آیا ہے۔

ہمارا دل خوش ہوتا ہے۔ دل کے اندر ایک سکون (peace) آ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارا دل اچھا محسوس کرتا ہے۔ (مطمئن ہوتا ہے)

- لیکن ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہم نے صحیح set of beliefs لیے ہیں اور ہمارے دل میں ایمان ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)
- بچو! جب دل میں ایمان ہو تو اس کی نشانی یہ ہے کہ ہم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ ہمارے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان، منہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کام کریں گے۔ ہم جب دل سے قرآن وسنت پر خوش ہوں گے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم اپنے جسم کے کسی بھی حصہ کا غلط استعمال کریں۔ تو جب اچھا کام کر کے خوشی ہو اور غلط کام کرنے سے دل میں شرمندگی محسوس ہو تو سمجھ لیں کہ دل میں ایمان ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے خاکہ میں دیکھا۔
- جب ہمارا دل قرآن وسنت پر عمل کر کے خوش ہوگا تو بار بار اچھا کام کرنے کو دل چاہے گا۔ اس سے دل میں ایمان آئے گا اور جب دل میں ایمان آئے گا تو ہمارے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہی عمل کریں گے۔ (FC:2.1)

> یہ بتاتے وقت استاد اپنے دل اور جسم کے اعضاء کی طرف اشارہ کرے۔

- ایمان کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول ﷺ

حنظلہ تو منافق ہوگیا''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کیا وجہ ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ہمیں جنت اور دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آنکھوں دیکھے ہو جاتے ہیں، جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بیویوں، اولاد اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم اسی کیفیت میں ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو، ذکر میں مشغول ہوتے ہو، تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستوں پر تم سے مصافحہ کریں۔'' (صحیح مسلم: 7142)

بچو! یہ صحابہؓ بہت پریشان تھے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ان کا ایمان ہمیشہ بہت زیادہ رہے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو سمجھایا کہ ایمان کی حالت ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہ سکتی۔ یعنی صرف فرشتے مکمل ایمان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا بنایا ہے۔ ورنہ انسانوں کا تو ایمان کبھی بڑھے گا اور کبھی کم ہوگا۔

بچو! ایمان کسے کہتے ہیں؟ ایمان میں کون کون سے اعضاء شامل ہیں؟: **الایمان اقرار بالسان و تصدیق بالقلب و عمل بالجوارح** یعنی ایمان زبان سے ماننا، دل میں اس کو سچ سمجھنا اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔ (FC:2.1)

جب کوئی کہتا ہے کہ میں ایمان لایا تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ میرے دل نے مان لیا، میری زبان نے اقرار کیا اور اب میرے تمام اعضاء اس کے مطابق کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی مکمل ایمان چاہیے۔ اگر ایک بھی کام اس کے خلاف ہوگا تو وہ ایمان نہ کہلائے گا۔

مختلف اعضاء کی مثال بھی دی جاسکتی ہے کہ ایمان کی حالت میں انسان ان سے کیا کام لیتا ہے:

ہاتھ سے: صدقہ کرنا	کان سے: قرآن مجید سننا	
آنکھ سے: امی ابو کو پیار سے دیکھنا	پاؤں سے: مسجد جانا	تمام اعضاء سے: نماز پڑھنا

بچوں سے ان اعضاء سے متعلق مزید مثالیں لیں۔

چلیں اب دیکھتے ہیں کہ کن کاموں سے ایمان زیادہ ہوتا ہے، تا کہ ہم بھی اپنے ایمان کو بڑھائیں (FC:2.2)

1۔ قرآن مجید سننا اور پڑھنا۔ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے دل پر اتارا گیا تھا اور آپ ﷺ کبھی کبھار صحابہؓ سے فرماتے تھے کہ وہ قرآن مجید سنائیں جس طرح ایک موقع پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ''۔ میں نے عرض کیا ''میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن نازل کیا گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔'' (صحیح البخاری: 5055)

جب کوئی صحابیؓ آپ ﷺ کو قرآن مجید سناتے تو رسول اللہ ﷺ غور سے سنتے اور روتے بھی تھے۔

اس طرح قرآن مجید کو سمجھ کر اور اس کی باتوں کو دل میں محسوس کرتے ہوئے پڑھا جائے تو ایمان بڑھتا ہے۔

اس وقت استاد نے قرآن مجید بہت باادب انداز میں ہاتھ میں اٹھایا ہوا ہو۔

2۔ **اچھے دوستوں کے ساتھ رہنا۔** ایسے دوست جو ہمیشہ سچ بولیں، نماز پڑھیں، لڑائی جھگڑا نہ کریں، غصہ کنٹرول کریں، امی ابو کی بات مانیں۔ یعنی وہ خود بھی اچھے کام کرتے ہوں اور ہمیں بھی اچھے کام کرنے کے لیے کہیں۔

3۔ **صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کام کرنا۔** جو کام بھی کریں یہ سوچ کر کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہے۔ اگر کوئی کام اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے اس سے بھی ایمان بڑھتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھتی ہے۔

4۔ **سلام کرنا۔** السلام اللہ تعالیٰ کا ایک نام بھی ہے۔ صحابہ کرامؓ ہر وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔ اسی لیے ان کا ایمان زیادہ تھا اور وہ ہر وقت مزید اچھے کام کرتے تھے۔

5۔ نماز پڑھنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادت کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔''

بچوں کو ایک دوسرے کو سلام کرنے کو کہیں اور پھر ان سے کہیں کہ اپنے دل میں ایمان کی خوشی اور سکون کو محسوس کریں۔

اچھا اب آپ بھی مثالیں دیں کہ کن چیزوں سے ایمان بڑھتا ہے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ مثلاً اپنی چیزیں یا کھانا شیئر کرنا، دوسروں کی مدد کرنا وغیرہ۔

معلوم ہے بچو! پورے سال میں ایک مہینہ ایسا ہے جب مسلمانوں کا ایمان بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ وہ کون سا مہینہ ہے؟ جی ہاں! رمضان کا مہینہ، کیونکہ اس مہینے میں ہم دن کو روزہ رکھتے ہیں، رات کو تراویح پڑھتے ہیں تراویح میں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھتے اور سنتے ہیں اور تمام دن ہر کام صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اس طرح اس مہینے میں ایمان بڑھ جاتا ہے۔

چلیں اب دیکھتے ہیں کہ ایمان کیسے کم ہوتا ہے؟ (FC:2.3)

1۔ **غلط لوگوں کو دوست بنانا۔** اگر ہمارے دوست ایسے ہیں کہ جو خود بھی غلط کام کرتے ہیں اور ہمیں بھی غلط کام کرنے کو کہتے ہیں، مثلاً بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنا، نماز نہ پڑھنا، قرآن مجید نہ پڑھنا وغیرہ۔ پھر ہم ان کے ساتھ زیادہ وقت گزاریں گے تو ہمارا ایمان بھی کم ہو جائے گا۔

ایمان کی کمی کا بتاتے وقت افسوس اور دکھ کا اظہار کریں۔

2۔ **سنت کے مطابق کام نہ کرنا۔** یعنی رسول اللہ ﷺ جس طرح کام کرتے تھے ہم اس طرح نہ کریں مثلاً آپ ﷺ ہر موقع پر

دعائیں پڑھتے تھے، سونے سے پہلے، جاگنے کے بعد، باتھ روم جانے/ نکلنے سے پہلے، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد۔ بچو! اگر ہم یہ دعائیں نہ پڑھیں تو ہمارا ایمان کم ہو جائے گا۔

3۔ نماز نہ پڑھنا۔ دن میں کتنی نمازیں پڑھتے ہیں؟ پانچ۔ روزانہ پانچ وقت نماز نہ پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت نہ کرنے سے بھی ایمان کم ہو جاتا ہے۔

4۔ گناہ کرنا۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں تو ہمارا ایمان کم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ ورنہ جتنے گناہ بڑھتے جاتے ہیں اتنے ہی سیاہ دھبے بڑھتے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے دل پر زنگ چڑھ جاتا ہے۔'' (مسند احمد: 7952)

بچو! ہم سارا دن بہت زیادہ کام کرتے ہیں۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان حالات میں ہمیں اپنے ایمان کے بڑھنے یا گھٹنے کا کس طرح علم ہو گا؟

بچوں کو چند situations بتا کر عملی زندگی سے مثالیں دیں۔

1۔ احمد سکول میں ہے۔ بریک کا وقت ہے۔ کچھ بچوں نے اپنا کھانا کھا کر گندگی کوڑے کی ٹوکری میں ڈالنے کی بجائے نیچے پھینک دی۔ احمد پاس سے گزر رہا تھا تو اس کو کیا کرنا چاہیے کہ اس کا ایمان بڑھ جائے۔ (وہ گندگی اٹھا کر کوڑا دان میں ڈال دے، کیونکہ صفائی نصف ایمان ہے)۔ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور رسول اللہ ﷺ ہمیشہ صفائی کا خیال رکھتے تھے۔

2۔ حرا کے گھر اس کی سہیلیاں آئی ہوئی ہیں وہ سب مل کر کھیل رہی ہیں۔ امی اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اذان ہو رہی ہے، ان کو کھیلنے میں بہت مزہ آ رہا ہے۔ حرا کیا کھیلتی رہے؟ (وہ خود بھی نماز پڑھے اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ پڑھوائے۔ پہلے نماز پھر بعد میں کھیل)۔ ایسا کرنے سے اس کا ایمان کیسا ہو گا؟

3۔ قاری صاحب نہیں آئے یا قرآن مجید کی کلاس نہیں ہو رہی تو پھر آمنہ کیا کرے؟ کیا ہوا اگر ایک دن قرآن مجید کی چھٹی کر لی۔ (وہ خود بیٹھ کر قرآن مجید پڑھے، امی یا ابو سے کہے کہ وہ اسے پڑھا دیں یا قرآن مجید کی تلاوت کیسٹ سے سن لے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اس سے ایمان بڑھے گا۔

بچو! ہمیں کون سا ایسا اہم کام کرنا چاہیے جس سے ہمارا ایمان کم نہ ہو؟ کیونکہ جب ایمان کم ہو گا تو دل نہ تو خوش ہو گا نہ ہی پُرسکون ہو گا اور پھر ہم سے غلط کام ہوں گے جیسا کہ ہم نے ابھی خاکہ میں دیکھا۔ ہمیں اپنے ایمان کو ہمیشہ زیادہ کرنے کے لیے کوشش کرنی ہے اس کے لیے کہ ہم وہ کام کرتے رہیں جو اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ ﷺ کو پسند ہیں۔ (FC: 2.4, 2.5)

سبق نمبر 3 ایمانیات

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - ایمانیات کی تفصیل جان لے۔
  - دنیا اور آخرت پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کے کیا فوائد ہیں وہ جان لے۔

- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کئے جائیں گے:**
  - ایمانیات
  - حلاوتِ ایمان

- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:** قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

- **رہنمائی برائے اساتذہ:**
  - عقیدہ کے سبق کو اچھی طرح پڑھ کر جائیں تاکہ بچوں کو ایمان کا بتاتے وقت دونوں باتیں واضح ہوں۔
  - عموماً ایمانیات کے طور پر اسکولوں اور مدرسوں میں بچوں کو چند کلمات یاد کروائے جاتے ہیں، بچوں کو ذہن نشین کروائیں کہ یہ باتیں ہمارے عقیدے کا حصہ ہیں جن کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ انھیں یاد نہیں کرنا بلکہ ان پر ایمان لانا ہے تاکہ عقیدے کی گرہ مضبوط ہو۔
  - ایمانِ مفصل کی اصطلاح ہمیں احادیث میں نہیں ملتی، اس کو استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)۔

> چونکہ اب بچے کورس میں سیٹ ہو چکے ہیں، تو ان کو ضرورت کے مطابق کلاس کے متعلق کسی بھی قاعدے کی طرف توجہ دلائیں۔ جو کام وہ اچھی طرح انجام دے رہے ہیں ان پر تعریف کریں۔
> سبق کے اہم نکات کی دہرائی کر لیں۔ اچھا تو بچو کسی کو یاد ہے کہ ہم نے کیا پڑھا تھا؟ جی ہاں! عقیدہ کے بارے میں۔ اور کیا پڑھا تھا؟ ایمان کے بارے میں۔ کون مجھے بتائے گا کہ ایمان کیا ہوتا ہے؟ **الایمان اقرار باللسان و تصدیق بالقلب و عمل بالجوارح** یعنی وہ کام جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں تو ہمارے اعضاء کے لیے بھی وہ کام کرنے آسان ہوتے ہیں۔

- بچو! جب سے ہمارا یہ کورس شروع ہوا ہے ہم نماز کے اوقات میں قرآن مجید کی یہ اہم آیات پڑھ رہے ہیں (سورۃ البقرۃ کی آخری آیات کی طرف نشاندہی کریں)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں بتاتے ہیں۔

> قرآن مجید کھول کر بچوں کے سامنے ان آیات کی نشاندہی کریں اور بچوں کو پڑھ کر سنائیں۔ پھر بڑے بچوں سے پڑھوائیں۔ استاد کے لیے ضروری ہے کہ اس کی اپنی تجوید بھی درست ہو۔ اس کے لیے گھر سے چند بار ان آیات کی مشق کر کے آئیں۔

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ﴾ (البقرہ:285)

ایمان لایا رسول اس پر جو نازل کیا گیا اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اور مومن بھی۔ سب ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ (FC:2.7)

- بچو! جب ہم ایمان کی اہمیت کو جان لیتے ہیں تو پھر دل چاہتا ہے کہ ایمان ایسا ہو جیسا اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتا رہا ہے کہ ہمیں کن چیزوں پر ایمان لانا ہے۔ ہمیں اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ یعنی ان پر ایمان لائے بغیر ہم مومن نہیں بنیں گے۔ پریشان ہی رہیں گے اور ہمارا دل کبھی خوش نہ ہوگا۔ (FC:3.1)
- بچو! اب میں آپ کو ایک حدیث سناتی ہوں، جسے حدیث جبرئیل کہتے ہیں۔ لیکن حدیث کو سننے کے لیے آپ کو بہت ادب سے بیٹھنا ہوگا۔ حدیث کو غور سے سننا ہے اور اس کو سمجھنا ہے۔ جب حدیث سنتے ہیں تو کیسے بیٹھتے ہیں؟ جی ہاں! ادب سے جیسے صحابہؓ بیٹھ کر حدیث سنتے تھے۔

اگر کوئی بچہ وقار و ادب سے بیٹھا ہو تو، بغیر موازنہ کیے اس کی تعریف کریں اور تمام بچوں کی توجہ اس کی طرف مبذول کرائیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں (Companions) یعنی صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ اس نے بالکل سفید صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی اس کو نہیں جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بالکل سامنے ان کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا۔

استاد بچوں کو اس طرح بیٹھ کر دکھائے۔

پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگا: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بتائیں کہ ایمان کیا چیز ہے''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کو مانے۔ قیامت پر، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہو''۔ یعنی اس بات پر یقین ہو کہ قیامت آئے گی اور جو کچھ تمھارے ساتھ اچھا ہوتا ہے یا برا اللہ تعالیٰ نے تمھاری قسمت میں لکھ دیا ہے۔

ایمان کے اجزاء بتاتے وقت استاد فلیش کارڈ پر انگلی رکھے اور جو بولے اس کے مطابق ہاتھ سے بتائے۔

اس نے کہا: ''آپ ﷺ نے سچ فرمایا''۔ پھر کچھ اور باتوں کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''تمھیں معلوم ہے یہ کون تھا''؟ انہوں نے کہا ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں (یعنی مجھے تو نہیں معلوم کہ وہ کون تھا)''۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ''وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تم لوگوں کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے''۔

یعنی تم لوگوں کو اسلام کی اہم باتیں بتانے آئے تھے۔ اس لیے انہوں نے سوال کیا تھا تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ ایمان کیا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فرشتے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تھے۔ اس لیے انہوں نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ایمان کیا ہے تاکہ میں جواب دوں اور تم سب لوگ سن کر جان سکو کہ ایمان سے کیا مراد ہے؟ اس طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام لانا وحی کہلاتا ہے۔ اس حدیث کو حدیث جبرئیل کہتے ہیں۔ (صحیح مسلم: 106)

بچو! ہم نے اس حدیث سے کیا سیکھا؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے تو وہ کون سی باتیں ہیں جن پر ایمان لانا سب سے ضروری ہے۔ ذرا سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے خاص فرشتے یعنی جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کر کے یہ معلوم کریں کہ ایمان کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام پر ایمان لانا بہت ضروری ہے۔

یہ بتاتے وقت استاد بچوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھے تاکہ ایمان کے اجزاء کی اہمیت کو وہ محسوس کر سکیں۔

- ہمارا عقیدہ جتنا مضبوط ہوگا، ہم قرآن وسنت کے مطابق کام کر سکیں گے اور یوں ایمان بھی مضبوط ہوگا۔ ایمان کی طاقت (power) جتنی زیادہ ہوگی اچھے کام کرنے اتنے ہی زیادہ آسان ہوں گے۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ تین باتیں جس کسی میں ہوں گی، وہ ایمان کی مٹھاس (مزہ) پالے گا۔ اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں اور جس کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لیے کرے اور کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو۔ (صحیح البخاری)

یعنی جب ایسے اچھے کام کرنے کو آپ کا دل چاہے اور ایسے کام کرنے میں آپ کو مزہ آئے، اس کو حلاوتِ ایمان یا ایمان کی مٹھاس کہتے ہیں۔ جب ایمان مضبوط ہوتا ہے تو ایک اچھا کام کرنے کے بعد دل چاہتا ہے کہ اور اچھے کام کریں۔ خود بھی اچھے کام کریں اور دوسروں کو بھی بتائیں۔ بچو! پھر دل کیسا ہو جاتا ہے؟ بہت خوش اور سکون والا۔ اگر ہم بھی ایمان کی اس مٹھاس کو محسوس کرنا چاہتے ہیں تو اپنے ایمان کو اچھے کاموں کے ذریعے مضبوط کریں اور اچھے کاموں کو خوشی خوشی کریں۔ اگلی کلاسوں میں ہم اس پر ہی بات کریں گے۔

- کیا آپ کو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ مضبوط ایمان کس کا ہوتا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) سب سے زیادہ مضبوط ایمان رسولوں کا ہوتا ہے اور پھر صحابہؓ کا ہوتا ہے۔ وہ وہی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ انہیں کرنے کو کہتے ہیں۔

- انبیاء اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتوں کے ذریعے وحی یعنی اپنا پیغام بھیج کر اپنے بارے میں اور اپنی پسند کے کاموں کے بارے میں بتایا۔ اسی لیے انبیاء اور صحابہؓ کا ایمان، اللہ پر، اللہ کے فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر بہت مضبوط تھا۔ انبیاء نے ایمان کے بارے میں لوگوں کو بھی بتایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کاموں کو بہترین انداز سے کرتے تھے۔ اس لیے جب لوگ ان کی بات سنتے اور ان کا عمل دیکھتے تو سب کا دل چاہتا کہ وہ بھی ویسے کام کر کے ایمان کی مٹھاس کو محسوس کریں۔

یہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے تعلق پر بات کی جا سکتی ہے۔

- انبیاء کے بعد کس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے؟ (بچوں سے مزید پوچھیں)۔ مومنوں کا۔ ان کا ایمان کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ جب ان سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں، توبہ کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیتے ہیں اور ان کا ایمان دوبارہ بڑھ جاتا ہے۔

- ہم سب بھی اگر چاہتے ہیں کہ ہمارا ایمان بھی بہت مضبوط ہو اور ہم ایمان کی مٹھاس اور حلاوت کو محسوس کریں تو ہمیں بھی مومن بننے کی کوشش کرنا ہے۔ وہ کیسے ہوگا؟ جب ہم قرآن وسنت کے مطابق کام کریں گے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہمیں بتایا ہے وہ ہمیں کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ جیسے کام کرتے تھے اگر ہم بھی ویسے ہی کریں گے تو ہمارا ایمان مضبوط ہوگا۔

بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ایمان کی دعوت دی تو اس نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر جادوگروں کو لا کھڑا کیا۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف رسیاں پھینکی جو سانپوں کی طرح رینگ رہی تھیں اور اس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے عصا پھینکا جو اژدہا بن گیا۔ جادوگروں کو فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ تو جادو نہیں بلکہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ وہ سب اسی وقت سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے:

﴿آمنابرب العالمین﴾ (الاعراف:121) "ہم تو رب العالمین پر ایمان لے آئے۔"

انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ کر سکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور ان کے دل میں فرعون کا کوئی ڈر اور خوف نہ رہا۔ فرعون نے ان سے کہا کہ میں تمہیں سزا دوں گا تو انھوں نے کہا ہمیں اب کوئی پرواہ نہیں۔ چاہے تم ہمیں مار بھی دو ہم تو اللہ پر ایمان لے آئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اب ہمیں صرف اللہ تعالیٰ سے ہی اجر چاہیے۔ بچو! اس لیے کہ ان کا عقیدہ درست ہو گیا تو عمل بدل گیا اور دل میں مضبوط ایمان آ گیا۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ ایمان کے کیا فائدے ہیں؟ (FC:3.3,3.4)

1۔ اللہ تعالیٰ کی محبت: ایمان کی وجہ سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت محسوس ہوتی ہے۔ پھر اس محبت کی وجہ سے ہمارا دل وہی کام کرنے کو چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھنا۔ قرآن مجید کی تلاوت، امی ابو کی بات ماننا، سچ بولنا، دوسروں کی مدد کرنا وغیرہ

2 ۔ خوف وغم نہیں ہوتا: بڑی سے بڑی مشکل میں بھی خوف اور غم نہیں ہوتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ ا للّٰهَ مَعَنَا 'غم نہ کر! بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔' (صحیح البخاری:3615، صحیح مسلم:7706)

کیونکہ جب ہمارا اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط ہوتا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی ہر بات مانتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ہمارا دوست اور مددگار بن جاتا ہے اور اگر کوئی مشکل ہو تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرتا ہے۔ جب ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں گے، اچھے کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہر وقت ہمارے ساتھ رہے گا۔

یہاں بچوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ کو کون سے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد چاہیے ہوتی ہے؟ جب بچے مثالیں دیں تو اس پر تبادلۂ خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کیسے آتی ہے۔

3۔ صراطِ مستقیم پر رہنا: صراطِ مستقیم کیا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) وہ راستہ جو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ جب ایمان مضبوط ہو تو ہر وقت وہ کام کرنے کو دل چاہتا ہے جو ہمیں صراطِ مستقیم پر رکھے۔ اگر ہم غلط کام کریں گے تو جنت کے راستے سے دور ہو

جائیں گے۔

4۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا آسان: جب ہمارے دل میں ایمان مضبوط ہو تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی بات ماننا مشکل نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم چاہے وہ کتنا ہی مشکل ہو اس کو ہم آسانی سے پورا کر لیتے ہیں۔ مثلاً صبح کے وقت اتنی اچھی نیند سے اٹھ کر فجر کی نماز پڑھنا، ایمان کی وجہ سے بالکل بھی مشکل نہیں لگتا۔ امی ابو مشکل سے مشکل کام بھی دے دیں، وہ ہم خوشی سے کر لیتے ہیں۔

5۔ اللہ کی شکر گزاری کرنا یا پیدا ہونا: دل میں ایمان مضبوط ہو تو اپنی ہر نعمت، کامیابی، ہر چیز پر احساس ہوتا ہے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری پیدا ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت سی چیزیں دی ہیں مثلاً اچھا گھر، گاڑی، کھانا، کھلونے، کپڑے وغیرہ تو ہم ایمان ہونے کی وجہ سے یہ سوچتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں تو ہمارا کوئی کمال نہیں۔ اگر نہ دیتا تو ہم کیا کر سکتے تھے؟ اس لیے اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر ادا کرنے کا فائدہ بھی ہمیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم: 7) ''اگر تم شکر کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا''۔ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوتے ہیں اور زیادہ نعمتیں دیتے ہیں۔

6: دوسروں سے ہمدردی: ایمان کی ہی وجہ سے ہم اپنے علاوہ دوسروں کی بھی فکر کرتے ہیں، ان کا بھی خیال رکھتے ہیں کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ایسا کرنے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ہمیں اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ثواب دیتا ہے اور ہم ایمان کی مٹھاس کو محسوس کرتے ہیں۔

7: فائدہ مند انسان بننا: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو کوئی نہ کوئی خاص خوبی دی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ بہت سے لوگ ان نعمتوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ان سے مفید کام نہیں لیتے۔ جس شخص میں ایمان ہوتا ہے وہ یہ یاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقصد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اس کو یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کو آخرت میں جواب دینا پڑے گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمت دی اس کو میں نے کس طرح استعمال کیا۔

🗎 بچو! ایمان لانے کے آخرت میں بھی فوائد ہیں۔ ان کے بارے میں ہم اگلی کلاسوں میں پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ! (FC:3.2)

🗎 اب ہمارا کام کیا ہے؟ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے عقیدہ کو پکا کریں، عمل پر توجہ دیں تا کہ ایمان مضبوط ہو۔ آیئے ایک بار ہم قرآن مجید کی وہی آیت دہراتے ہیں جو ہم نے کلاس کے شروع میں پڑھی تھی۔ (FC:3.5)

سبق نمبر 4 ایمان باللہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا تصور سمجھ جائے۔
- رب اور اله کے تعلق کی اہمیت کو جان لے۔
- ایمان باللہ کی اہمیت کے عملی پہلو پر غور کر سکے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- ایمان باللہ
- رب
- اله
- اسماء وصفات

سبق کا دورانیہ: 25 منٹ **پریزنٹیشن کا دورانیہ:** 20 منٹ

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- پریزنٹیشن کے دوران بچوں کو اپنے اپنے گروپ میں بٹھائیں تاکہ نظم وضبط کے تحت بچے بیٹھ کر توجہ سے سبق کو سمجھیں۔
- پریزنٹیشن کا انٹرنیٹ پر لنک http://farhathashmi.com/aqeedah/islami-aqaaid-2012

پریذنٹیشن

- بچوں کو پچھلے اسباق کے اہم نکات کی دہرائی کرالیں۔مثلاً عقیدہ کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ ایمانیات کیا ہیں؟
- اس کے بعد بچوں کو بتائیں کہ سب سے پہلے ہم نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔بچوں سے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ بچوں کے جواب بتائیں گے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں کتنا علم ہے۔
- بچوں کو بتائیں کہ اس ایمان کا اہم حصہ یہ ہے کہ ہم مانیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے یعنی **الخالق، المالک اور المدبر**۔ ان کی ہلکی پھلکی وضاحت کریں۔اس بات پر بچوں کو متوجہ کرائیں کہ رب وہ ہوتا ہے جو اپنی مخلوق کی ضروریات پوری کرتا ہے، پالتا اور پرورش کرتا ہے یعنی "ہر وقت، ہر ایک کو، ہر چیز دیتا ہے۔"
- اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر کائنات کی چند نشانیوں کے بارے میں بتائیں۔
- اب بچوں کو اپنی زندگی کے مراحل اور اپنے جسم سے مثالیں دیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب کیسے ہے۔
- ہم نے پریذنٹیشن میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کیسے ہمارا رب ہے وہ ہمارا خالق ہے۔اس نے ہمیں پیدا کیا۔تمام کائنات کو پیدا کیا۔جب ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پیدا کر کے مسلسل اس کائنات کا خیال بھی رکھ رہا ہے (نظام چلا رہا ہے) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ساری کائنات کا بادشاہ بھی ہے۔ہم میں سے ہر ایک کے لیے بہترین منصوبہ بندی (planning) بھی کر رہا ہے۔ ہر ایک کو فائدہ دینے والی چیزیں دے رہا ہے۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)۔

> سبق میں سے اہم نکات کی دہرائی کرلیں۔
> عقیدہ کیا ہے؟ ایمان کس کو کہتے ہیں؟ ایمانیات کون سنائے گا؟
> پریذنٹیشن کے بارے میں سوال پوچھیں۔
> اللہ تعالیٰ کو رب کیوں کہتے ہیں؟ رب ہمارے لیے کیا کرتا ہے؟ آپ نے گھر میں کس کس کے ساتھ یہ باتیں شیئر کیں؟

- بچو! کل ہم نے حدیث جبرئیل میں ایمان کے بارے میں پڑھا تھا۔کون بتائے گا کہ ہم نے کن کن باتوں پر ایمان لانے کی بات کی تھی؟ (بچوں سے پوچھ کر) ان میں سب سے پہلے اور سب سے اہم "اللہ تعالیٰ پر ایمان" لانا ہے۔ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ہی ساری دنیا بنائی اور اس کا انتظام وہی چلا رہا ہے۔ **(الخالق، المالک، المدبر)**

اگر بچے پریذنٹیشن پر کوئی بات بتانا چاہیں تو ان کو موقع دیں۔

اب میں آپ کو ایک حدیث سناتی ہوں حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ﷺ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے کہ آپ کے بعد مجھے کسی سے کچھ اور نہ پوچھنا پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **"قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ"** 'کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جم جاؤ'۔ (مسند احمد:15416) (FC:4.1)

استاد بتاتے وقت ہی بچوں کو اشارے سے جمنے کا تصور دے۔
اگر کوئی بچہ کہے کہ ہمیں کبھی کبھی تکلیف بھی ہوتی ہے، تو کیا وہ بھی بہترین منصوبہ بندی میں آتا ہے؟ تو ان کو مسکرا کر بتائیں کہ سب تکلیف دہ باتوں میں بھی ہمارے لیے خیر ہے۔ اگر ہم صبر کریں، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، اسی سے دعا کریں تو دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی اس کا اجر ضرور ملے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں کھلا پلا رہا ہے، سب کچھ دے رہا ہے اور ہر چیز کا بادشاہ ہے تو پھر ہمیں بات بھی اسی کی ماننی چاہیے۔ اسی لیے جب ہم کہتے ہیں کہ **اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ**، تو اس کا مطلب ہے کہ میں نے مان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور الٰہ بھی وہی ہے۔ (FC:4.2)

الٰہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ بچو! عبادت کسے کہتے ہیں۔ کس کو یاد ہے؟ اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کر دینا، یہ ہے عبادت، جیسے اللہ تعالیٰ چاہے ویسا کرنا۔ چاہے کسی کی بات سمجھ میں آ رہی ہو یا نہیں۔ کسی کو بات پسند آئے یا نہ آئے، مگر عمل وہی کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا تو ہم کہیں جی اللہ تعالیٰ میں نے مان لیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

استاد عبادت کی بات کرتے وقت ایسے بتائے کہ اس سے بہترین کام کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

آپ کو معلوم ہے بچو! کہ تمام انبیاء علیھم السلام نے اپنی اپنی قوموں کو جو پیغام دیا ان میں سب سے پہلے یہ ہی پیغام تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمھارا کوئی الٰہ نہیں۔ الٰہ کون ہوتا ہے؟ جس کی عبادت کی جائے جو عبادت کے لائق ہو۔ بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ تمام دوسرے مذاہب والے اللہ تعالیٰ کو رب مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، بارش، پھل، پھول صرف وہ ہی دے رہا ہے مگر وہ عبادت صرف ایک اللہ کی نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کو الٰہ نہیں مانتے۔ عبادت میں اپنے بزرگوں یا بتوں کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ **اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ** کا تو مطلب ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی رب اور الٰہ مانیں۔ یہی صحیح عقیدہ ہے۔

یہاں پر عقیدہ کے فلیش کارڈ دکھائے جا سکتے ہیں۔

ایک مؤمن اپنی زندگی میں ہر کام اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرتا ہے اور اسی طریقہ پر کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور یہی عبادت ہے۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قربانی، صدقہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے۔ کیونکہ مؤمن کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا مہربان، قوت وطاقت والا، پیدا کرنے والا اور انتظام چلانے والا کوئی بھی نہیں۔ جب سب کچھ اس کائنات میں نہیں تھا تو تب بھی اللہ تعالیٰ موجود تھا ۔ جب کچھ بھی نہیں ہوگا جب سب ختم ہو جائے گا پھر بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔

یہاں پر بچوں کو اللہ تعالیٰ کی اسماء وصفات سے متعارف کرائیں۔ چھوٹے بچوں کو آسان انداز میں اور بڑے گروپ میں بچوں کو مزید تفصیل بتائی جا سکتی ہے۔

اسی لیے جب بھی کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو رب اور الٰہ مان لیا ہے۔ اس طرح وہ اپنا عقیدہ مضبوط کرتا ہے۔ تو سب سے پہلے وہ پڑھتا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه . اس میں بھی الٰه کا لفظ ہے کہ عبادت کے لائق اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کلمے کو افضل الذکر فرمایا ہے یعنی سب سے زیادہ اجر والا کلمہ۔ (جامع الترمذی: 3383، سنن ابن ماجہ: 3800) (FC: 4.3)

ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ''میں آپ لوگوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کرنا چاہتا ہوں اور مسلمان ہونا چاہتا ہوں، پہلے کلمہ پڑھوں یا جنگ میں جاؤں''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے کلمہ پڑھ لو پھر جنگ کے لیے جانا''۔ اس نے کلمہ پڑھا لا الٰه الا اللّٰه اور جنگ کے لیے چلا گیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس نے عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔'' (صحیح البخاری: 2808) اس نے ابھی صرف کلمہ پڑھا تھا۔ اپنے دل میں عقیدہ کی گرہ لگائی تھی کہ میں قرآن وسنت کے مطابق کام کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نیک کام کرنے کا موقع دیا اور اس کو شہادت کی موت دی۔

بچو! جب ہم کہتے ہیں نا کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰه تو اس میں ہم اللہ تعالیٰ کو رب اور الٰه مانتے ہیں۔ پھر اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہیں ان پر مکمل ایمان لانا ہے اور ان ناموں سے اللہ تعالیٰ کو پہچاننا ہے اور دعا بھی کرنی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک سریہ میں امیر بنا کر بھیجا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا اور نماز میں قرات ختم کر کے قل هو الله احد پڑھتا۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس سے پوچھو وہ اس طرح کیوں کرتا ہے؟'' تو لوگوں نے اس سے پوچھا۔ اس نے کہا ''اس سورت میں رحمٰن کی صفت بیان کی گئی ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ اسے پڑھوں۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس سے کہو کہ اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم: 1926)

چلیں ہم دیکھتے ہیں سورۃ اخلاص میں کون سی ایسی بات ہے کہ ان صحابیؓ کو اس سے محبت ہو گئی۔ (FC:4.4)

قرآن مجید کھول کر بچوں کو سورۃ الاخلاص دکھائیں۔ سورۃ الاخلاص پڑھ کر ساتھ ساتھ ترجمہ اور تھوڑی تفصیل بچوں کو بتائیں۔ اس کا مقصد بچوں کو چند اہم اسماء وصفات سے متعارف کرانا ہے۔

''کہہ دو وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔'' (FC:4.5)

- اسی لیے بچو! ہمیں اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام یاد کرنا چاہیں۔ ہم جب ان ناموں کو جانیں گے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھے گی، یہ عمل جنت میں لے جاتا ہے۔ (FC: 4.6)
- اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان کو بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سبق نمبر 5 ایمان باللہ کے فوائد

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ :

- ایمان باللہ کے فوائد واضح طور پر جان لے۔
- شرک کی مختلف اقسام اور تاریخی پس منظر سے روشناس ہو جائے۔
- معاشرے میں موجود شرک کو مثالوں سے سمجھ لے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- شرک
- تعویذ

سبق کا دورانیہ: 25 منٹ **خاکہ کا دورانیہ: 20 منٹ**

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- عقیدہ کے سبق کو اچھی طرح پڑھ کر جائیں تا کہ بچوں کو ایمان کے بارے میں بتاتے وقت دونوں باتیں واضح ہوں۔
- شرک کی مثالوں کو بہت وضاحت سے پڑھیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ بچے معاشرے اور میڈیا میں کثرت سے شرکیہ مناظر دیکھتے ہیں۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)۔

پچھلے سبق کی دہرائی: بچو! سب سے پہلے ہم کس پر ایمان لائیں گے؟ اللہ تعالیٰ پر۔ اللہ تعالیٰ کے چند نام بتائیں؟

بچو! ہم اللہ تعالیٰ کو رب، الٰہ مانتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ بچو! الحمدللہ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں معلوم ہے۔ کتنے بچے ہوں گے دنیا میں جن کو اپنے رب کا علم ہی نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے رب کی زیادہ عبادت، محبت اور دل سے کرنی ہے۔ آج ہم دیکھیں گے کہ جب دل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان آجائے تو اس سے کیا کیا فائدے ہوتے ہیں؟

بچوں کو سبق کی ابتداء پر پچھلے سبق کے فلیش کارڈ دکھائیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ سے زائد نام ہیں۔

بچو! آیئے پہلے میں آپ کو ایک حدیث سناتی ہوں غور سے سنیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری کر رہا تھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے کہا ''میں حاضر ہوں اور بڑا باسعادت ہوں۔'' رسول اللہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا ''اے معاذ''۔ میں نے کہا: '' آپ کی خدمت میں حاضر ہوں' اور بڑا باسعادت ہوں''۔ نبی ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: ''اے معاذ!''۔ میں نے پھر عرض کیا: ''میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور بڑا باسعادت ہوں''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے''؟ میں نے کہا: ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کریں''۔ کچھ سفر طے کرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ!''۔ میں نے کہا: ''میں حاضر ہوں اور بڑا باسعادت ہوں''۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے''؟ میں نے کہا کہ ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں''۔ فرمایا: ''اللہ پر ان بندوں کا حق (جو صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ) یہ ہے کہ وہ انھیں عذاب نہ دے''۔ (صحیح البخاری:5967)

بچوں کو بتائیں کہ حدیث سنتے وقت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کتنے صبر سے رسول اللہ ﷺ کی بات سنتے ہیں۔ کس قدر ادب سے ہر بار جواب دیتے ہیں۔ بچوں کو یہ حدیث روزمرہ کی مثالیں دے کر اور سمجھائیں۔

دیکھا بچو! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا پیار کرتا ہے جب ہم ہر کام اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ

ہمیں دنیا میں بھی سکون دیتا ہے اور آخرت کا انعام تو اتنا خوبصورت ہے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ (FC:5.1)

بچو! اب آپ میرے ساتھ غور سے اس فلیش کارڈ کو دیکھیں اور سمجھیں:

1۔ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ میری صورت اچھی بنائی۔ اعضاء مناسب بنائے۔ (پہچان)

2۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے تو دل میں ایمان مضبوط ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے، الٰہ ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں پر ایمان لا کر عمل کرنا ہے۔ (ایمان)

3۔ جب دل میں ایمان آجائے تو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جاتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ہر کام فوراً اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کریں اور ویسے ہی کریں جس طرح وہ پسند کرتا ہے۔ (محبت)

4۔ پہچان، ایمان اور محبت ہونے سے اللہ تعالیٰ سے دوستی ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو جائے گی کہ وہ میرا خالق ہے اور ایمان مضبوط ہو جائے کہ صرف وہی میرا الٰہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے قریب محسوس ہوتا ہے۔ (دوست) اس سے دل میں سکون آجاتا ہے۔ دل خوش ہو جاتا ہے۔

یہ سب بتاتے وقت استاد کے چہرے کے تأثرات بہت اہم ہیں۔

مومن کے دل میں جب سکون آجاتا ہے تو وہ ہر کام میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے یہ کام کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ تو بھولتا ہی نہیں۔ ہر وقت ہر جگہ میرے چھوٹے سے کام کا بھی اسے علم ہے اور وہ میرے ہر اچھے کام کرنے کا انعام (ثواب) دے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ ہمارے لیے جو بھی فیصلہ کرے ہم ناراض نہیں ہوتے، شکایت نہیں کرتے۔ چاہے ہم بیمار ہوں یا کسی وجہ سے اداس ہوں، ہم سوچ لیتے ہیں کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہی خوش ہونا ہے اور اس میں بھی ہمارے لیے کوئی فائدہ ہی ہوگا۔ اگر ہم ایسے موقع پر اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ اور خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ تو مجھ سے ہی مانگ رہا ہے کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ میں رب اور الٰہ ہوں۔

بچو! ایک اور اہم بات سمجھ لیں کہ ایمان باللہ سے صرف ہمارا دل ہی خوش نہیں ہوتا بلکہ اس وجہ سے دوسرے لوگ بھی امن سے رہتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ "مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں اور مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔ (مسند احمد: 12583) (FC:5.2)

یعنی ہمارا ایمان مکمل ہی نہیں ہو سکتا جب تک ہماری زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ نہ رہیں۔ ہم اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تنگ نہ کریں مثلاً کبھی اگر بہن بھائی کی کسی چیز پر لڑائی ہونے لگے تو اپنے آپ کو روک لینا ہے اور فوراً سوچنا ہے کہ اگر میں نے اپنی

زبان سے اس کو برے الفاظ کہہ دیئے یا ہاتھ سے اس کو دھکا دے دیا تو میرا ایمان کم ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش نہ ہوں گے۔ میں نے تو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور الٰہ مانا ہے۔ میں وہ کام نہیں کروں گا، جو میرے رب کو پسند نہ ہو۔

بچو! ایک بہت اہم فائدہ جو ایمان باللہ سے ملتا ہے وہ یہ کہ ہم ہر اچھا کام صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو پسند فرماتا ہے۔ ہم سے خوش ہو جاتا ہے اور ہمارے لیے اجر لکھ لیتا ہے۔ اگر ہمارے دل میں یہ ہو کہ میں یہ کام کسی دوسرے انسان کو خوش کرنے کے لیے کر رہا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کو ایسے کام کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تو ویسے بھی کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں مگر ہمیں ایک ایک چیز کی اللہ تعالیٰ سے ضرورت ہے۔ اس لیے ہر وقت ہر جگہ ہر کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کرنا ہے۔ مثلاً (FC: 5.3)

1۔ امی نے کہا "حسن بیٹا! نماز کا ٹائم ہے۔ نماز پڑھ لیں۔ حسن میچ دیکھ رہا ہے مگر یہ بھی پتہ ہے کہ نماز نہ پڑھی تو امی تو کہتی ہی رہیں گی۔ اس لیے آ کر جلدی جلدی امی کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی اور جلدی سے پھر میچ دیکھنے بیٹھ گیا اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان نہیں تھا بلکہ میچ کی طرف تھا تو کیا ایسی نماز قبول ہوگی؟ (بچوں کو بولنے دیں) ہمیں ہر کام اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔ جو کام ہم کسی اور کو خوش کرنے کے لیے کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں کرتے۔

2۔ ماریہ کو معلوم ہوا کہ شام کو اس کے گھر مہمان آ رہے ہیں۔ اس دن اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی مگر پھر بھی شام کو اس نے امی کے ساتھ مدد کی۔ اپنے کمرے کو بالکل صاف ستھرا کر دیا اس کے علاوہ جو بچے مہمانوں کے ساتھ آئے تھے ان کا بھی دھیان رکھا۔ ماریہ نے یہ سب کام اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کیا۔ اس کو معلوم ہے کہ امی کی مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوگا۔ اس کے علاوہ گھر میں آنے والے مہمانوں کی عزت کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ تو کیا ماریہ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ (بچوں سے جواب پوچھیں) ان شاء اللہ!

3۔ احمد اپنی کلاس کے بچوں کے ساتھ لائن میں کھڑا ہے کہ اچانک کچھ بچوں نے اسے دھکا دے دیا۔ پھر ان بچوں کی آپس میں لڑائی ہوگئی۔ ایمان باللہ کیا سکھاتا ہے؟ احمد ان کو روکے اور لڑائی ختم کروائے۔

اب ہم ایک خاکہ دیکھیں گے کہ لوگ کیسے غلط کام کرتے ہیں اور بہت خطرے کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کر رہے ہیں۔ آپ اس خاکہ کو غور سے دیکھئے۔ آپس میں بات نہیں کرنی۔ آرام سے بیٹھنا ہے۔ ساتھ ساتھ اپنے عقیدہ کو پکا کرنا ہے کہ جو بھی غلط کام آپ کو یہاں بتایا جائے تو وہ آپ اپنے دل میں نہیں آنے دیں گے۔

خاکہ

کردار: استاد، ماں، ڈاکٹر، عمر، احمد، جادوگر، چند بچے۔ (FC: 5.4)

استاد: بچو! اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو حکم دیا کہ زمین پر موجود تمام لوگوں کو میری عبادت کے بارے میں بتا دو۔

آدم علیہ السلام نے یہی کیا۔ ان کے فوت ہونے کے بعد کچھ لوگوں نے تو یہی کام کیا مگر زیادہ لوگوں نے اپنی مرضی کرنا شروع کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ نوح علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں نے ایک بہت غلط کام شروع کر دیا۔ وہ لوگ شروع میں نیک لوگوں کی بہت عزت کرتے پھر جب نیک لوگ مر جاتے تو کہتے کہ چلو ہم ان کی تصویر بنا کر رکھ لیتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟ ہم ان کو یاد کیا کریں گے اور ان جیسے کام کریں گے۔ پھر بہت سے سال اس طرح گزر گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے کہا'' کیوں نہ ہم ان کا مجسمہ بنالیں اس میں حرج ہی کیا ہے''۔ پھر مجسموں کو خاص خاص جگہوں پر رکھا۔ چند سال اور گزر گئے تو کہنے لگے کہ چلو ہم ان سے ہی دعا مانگ لیتے ہیں یہ اتنے نیک لوگ تھے رب تو اتنی دور اوپر ہے یہ اللہ تعالیٰ کو ہماری مدد کرنے کے لیے کہیں گے۔

بچو! اللہ تعالیٰ نے تو ان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تھا انھوں نے اللہ تعالیٰ کو رب اور الٰہ نہیں مانا۔ بلکہ سوچا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں ان نیک لوگوں میں بھی ہیں۔ (افسوس کا اظہار)

اس کے بعد بچو! ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے بار بار لوگوں کو رسولوں کے ذریعے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں سب گناہ معاف کر دوں گا مگر شرک معاف نہیں کروں گا (پھر افسوس کا اظہار)۔

بچو! یہ تو بہت خطرے کی بات ہے، ہم نے تو اپنے دل میں عقیدہ کی پکی گرہ لگائی اور فیصلہ کیا کہ ہم نے قرآن وسنت پر عمل کر کے اپنا ایمان مضبوط رکھنا ہے۔ اگر ہم نے شرک کر لیا تو سب کیا ہوا ضائع ہو جائے گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل شرک کس کس شکل میں ہمیں نظر آتا ہے تاکہ ہم اپنے آپ کو ان تمام کاموں سے بچائیں اور دوسروں کو بھی بتا سکیں۔

(استاد مختلف لوگوں کے پاس جائے ان سے پوچھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ پھر بچوں سے پوچھے کہ یہ شرک کیسے ہے۔)

سین 1

(سعدیہ نے بیگ اٹھایا ہوا ہے)

استاد: آپ کہاں جا رہی ہیں؟

سعدیہ: پیر صاحب کے پاس وہ تو مشکل کُشا ہیں، وہ سب کچھ ٹھیک کر سکتے ہیں۔ میں ان سے جا کر کہوں گی اور کام ہو جائے گا۔

(استاد بچوں سے پوچھے کیا یہ ٹھیک ہے اور شرک والی باتوں کی اصلاح کروائے اور یہ بھی بتائے کہ ایسے لوگوں کو کیسے سمجھانا ہے۔)

سین 2

(ماں ڈاکٹر صاحب کے پاس کھڑی ہے اور کہتی ہے): ''ڈاکٹر صاحب اگر آپ نہ ہوتے تو میرا بچہ مر جاتا۔ آپ نے اس کو بچا لیا''۔

(استاد بچوں سے پوچھے کہ کیا ایسی بات کہنا ٹھیک ہے؟ اور اس جملے کی اصلاح کرے کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذریعہ بنایا کہ میرے بچے کو آرام آیا۔ مگر یہ کہنا اور سوچنا ضروری ہے کہ بچانے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔)

سین 3

(عمر کے امتحان ہیں کسی نے اس کو بتایا کہ تم جا کر فلاں بزرگ کی قبر پر دعا مانگو وہ بہت نیک بزرگ تھے اور وہ تمھاری دعا سن سکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ تک یہ دعا پہنچائیں گے)

(استاد بچوں سے پوچھے کہ کیا کوئی مرنے کے بعد سن سکتا ہے۔ انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کو کہیں گے کہ ہمیں صرف وہاں تک کا علم تھا جب ہم دنیا میں تھے ہمیں نہیں معلوم ہمارے بعد کیا ہوا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے، کسی میں طاقت نہیں کہ ہر وقت ہر ایک کی بات سن سکے اور وہ بھی مرنے کے بعد۔)

استاد: بچو! اس لیے اللہ تعالیٰ شرک سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم نے ہر وقت یہ بات یاد رکھنی ہے کہ اللہ ہی ہمارا رب اور الٰہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی میں نہیں۔ ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کرنا جو شرک میں آ جائے۔

سین 4

(ایک جادوگر کھڑا ہے۔)

استاد: آپ کیا کر رہے ہیں؟

جادوگر: میں ایسے کام کر سکتا ہوں جو کوئی نہیں کر سکتا۔ میں پانی کو پھول بنا سکتا ہوں۔ میں کسی کو بھی غائب کر سکتا ہوں۔

استاد: بچو! کیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایسی طاقت دی ہے۔ اگر ہم ان جادوگروں کے پاس جا کر ان سے ایسے کام کرنے کو کہیں تو کیا یہ درست ہے؟ جادو کو اللہ تعالیٰ نے کفر کہا ہے۔ (البقرہ:102) جو بھی اللہ کو رب اور الٰہ مانتا ہے وہ جادوگر کے پاس کبھی نہیں جائے گا۔

سین 5

(ایک شخص بیٹھا دوسرے کا ہاتھ دیکھ رہا ہے۔)

استاد: آپ کیا کر رہے ہیں؟

احمد: میں اس کا ہاتھ دیکھ کر اس کو بتا رہا ہوں کہ آئندہ اس کی زندگی میں اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

استاد: (حیران ہو کر) یہ آپ کیسے بتا سکتے ہیں؟ ہم میں سے کسی انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت ہی نہیں دی کہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا ہونا ہے۔

بچو! جو یہ کام کرے کسی کا ہاتھ دیکھ کر قسمت بتائے یا کوئی اپنا ہاتھ دکھائے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (افسوس کرے)

سین 6

(ایک بچہ بیٹھ کر کہانی کی کتاب پڑھ رہا ہے۔)

استاد: آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟

بچہ: میں بہت اچھی کہانی کی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ اس میں ایک بھوت اور ایک چڑیل ہے۔

استاد: بھوت۔۔۔ چڑیل (حیران ہو کر)۔ یہ کیا ہوتے ہیں؟ مجھے تو صرف یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بنائے، جن بنائے اور انسان اور پھر بہت سی مخلوق۔

بچہ: جی بھوت میں بہت طاقت ہے اور چڑیل تو آپ کا خون پی سکتی ہے۔

استاد: لیکن ہمیں تو قرآن وسنت میں کہیں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

بچہ: (سوچ کر) چلیں کوئی بات نہیں، میں ویسے ہی مزے کے لیے پڑھ رہا ہوں۔ بہت مزہ آتا ہے۔

استاد: آپ نے اپنے وقت کا بہترین استعمال کرنا ہے تو قرآن مجید پڑھیں۔ حدیث پڑھیں اور ایسی کتابیں پڑھیں جن سے آپ کے علم میں اضافہ ہو اور آپ بہترین انسان بنیں۔

سین 7

(ایک بچہ آتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے۔ میں کیا کروں؟ یہ تعویز پہنوں یا دم کرواؤں۔) (FC:5.5)

استاد بچوں کو تعویز جس میں شرکیہ باتیں ہوں اور دم جو کہ مسنون ہو۔ ان کا فرق بتاتی ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (دس آدمیوں کا) ایک وفد حاضر ہوا، نبی ﷺ نے ان میں سے نو آدمیوں سے بیعت کر لی اور ایک سے ہاتھ روک لیا۔ انھوں نے پوچھا "یا رسول اللہ! آپ نے نو سے بیعت کر لی اور اس شخص کو چھوڑ دیا؟" نبی ﷺ نے فرمایا: "اس نے تعویذ پہن رکھا ہے۔" یہ سن کر اس نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اس تعویذ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور نبی ﷺ نے اس سے بھی بیعت لے لی اور فرمایا "جو شخص تعویذ لٹکاتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔" (مسند احمد: 17422)

استاد شرک کے تمام طریقوں کی ہلکی پھلکی دہرائی کرا کر سبق ختم کرتی ہے۔

سبق نمبر 6 ایمان بالملائکہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- ایمان بالملائکہ کا مطلب جان لے۔
- خاص فرشتے کون سے ہیں نیز ان کے فرائض کو سمجھ لے۔
- فرشتوں پر ایمان کے فوائد جان لے۔
- عقیدہ کی غلطی کو سمجھ لے۔

وہ خاص لفظ (key word) جو اس سبق میں استعمال کیا جائے گا:

- الملائکہ

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- بچوں کے ذہن میں بعض اوقات کارٹون اور فلمیں دیکھ کر فرشتوں کا ایک نقشہ بنا ہوتا ہے۔ استاد اس پر بات کیے بغیر ایمان بالملائکہ کی اصلاح کرے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔(استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)

پچھلے سبق کی دہرائی: اللہ تعالیٰ پر ہم ایمان کیسے لاتے ہیں؟ اس ایمان سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟

بچو! سب سے پہلے بتائیں کہ آپ فرشتوں کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ آپ کو یاد ہے کہ ہم نے عقیدہ کے سبق میں کیا پڑھا تھا؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ جی! ہم نے عقیدہ کی گرہ لگائی اپنے دل میں قرآن اور حدیث کے ساتھ۔ آپ کو یاد ہے قرآن کیسے آیا؟ وحی کے ذریعے سے اور وحی لے کر کون آتا تھا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام، جو ایک فرشتہ ہیں۔

بچوں کے ساتھ سورۃ البقرہ کی آخری آیات اور ایمانیات کو دہرالیں۔

بچو! آج ہم ایمان بالملائکہ کے بارے میں پڑھیں گے۔ فرشتوں پر ایمان لانا ہمارے عقیدے کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ہم نے فرشتوں کو دیکھا تو نہیں ہے، لیکن قرآن وحدیث میں ان کے بارے میں ہمیں بتایا گیا ہے۔ جس کے عقیدہ کی گرہ مضبوط ہو گی، وہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہر بات کو مانے گا اور اس کا ایمان بڑھے گا۔ (FC:6.1)

بچو! ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے بنایا ہے، اس لیے وہ ہمیں نظر نہیں آتے۔ فرشتوں کی خاص بات یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہر بات مانتے ہیں، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ وہ کبھی تھکتے نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے۔ اتنی عبادت اور فرمانبرداری کرنے کے بعد بھی فخر (proud) محسوس نہیں کرتے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ اجازت دی گئی ہے کہ میں اللہ کے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے کسی فرشتے کے بارے میں بیان کروں کہ اس کے کانوں کی لو سے کندھے تک کا درمیانی فاصلہ سات سو سال کی مسافت جتنا ہے۔'' (سنن ابی داوٗد: 4729)

فرشتے اللہ کی بہت طاقتور مخلوق ہیں۔ آسمان وزمین کے درمیان بغیر کسی رکاوٹ اور مشکل کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اترتے چڑھتے رہتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے، لیکن ہمارا مکمل ایمان ہے کہ فرشتے موجود ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرشتوں کا ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے ایک پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اس سے باندھا۔'' (سنن الترمذی: 3132)

ان کی صحیح تعداد صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''آسمان چر چراتا ہے اور یہ اس کا حق ہے کہ وہ چر چرائے، کیونکہ وہاں چار انگلی کے برابر بھی جگہ نہیں مگر فرشتہ وہاں سجدے میں پڑا ہوا ہے''۔ (سنن الترمذی: 2312)

یعنی فرشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سے آسمان بھرا رہتا ہے۔

نبی ﷺ نے شب قدر کے متعلق فرمایا یہ ستائیسویں یا انتسویں شب ہوتی ہے اور اس رات زمین پر آنے والے فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے (السلسلة الصحيحة : 2205)

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جہنم کو لایا جائے گا اس دن جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر ایک لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے کھینچ رہے ہونگے''۔ (صحیح مسلم: 7343)

یہ بتاتے وقت استاد بچوں کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس دلائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانوں سے پہلے بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کے آگے جھک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور فرشتوں نے فوراً سجدہ کر لیا۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی ایسا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے دیے گئے کام کرتے رہتے ہیں۔

عام انسان فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے لیکن محمد ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا جب وہ اپنی اصلی شکل میں آئے تھے۔ کوئی بتائے گا کہ کب دیکھا تھا؟ (بچوں کو بتانے دیں)۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے آسمان میں ایک آواز سنی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو ایک فرشتہ آسمان و زمین کے درمیان موجود تھا۔ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ ان کے پر بہت بڑے اور پھیلے ہوئے تھے۔ پتہ ہے بچو! جبرئیل علیہ السلام کے کتنے پر تھے؟ (بچوں کو سوچنے دیں) 600۔ محمد ﷺ دیکھ کر ڈر گئے کیونکہ انھوں نے اس سے پہلے ایسا منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ (صحیح البخاری: 3238)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے سدرۃ المنتہی کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے جن سے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔ (مسند احمد: 3915)

نبی ﷺ نے جبرئیل کو علیہ السلام دیکھا، گو کہ وہ ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کے پاؤں موتیوں کی طرح تھے، جیسے سبزے پر بارش کے قطرے ہوتے ہیں۔ (تفسیر طبری: 51/27)

اچھا آپ کو معلوم ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی شکل میں بھی زمین پر آتے ہیں۔ آپ کو یاد ہے میں نے پچھلے سبق میں آپ کو ایک حدیث سنائی تھی، کون انسانی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا؟ جی جبرئیل علیہ السلام جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایمان کے بارے میں بتایا تھا۔ اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھی فرشتہ انسانی شکل میں آیا تھا۔ اس کے علاوہ ابراھیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے پاس بھی فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: دجال کے زمانے میں ایمان والوں کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو فرشتوں کا ہے یعنی تسبیح و تکبیر اور تحمید و تہلیل''۔ (السلسلة الصحيحة :2171)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اللہ کو کون سا کلام افضل (زیادہ پسندیدہ) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ

کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے چن لیا ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ ۔(صحیح مسلم:7101)

بچو! اللہ تعالیٰ نے جنگ کے مواقع پر بھی صحابہؓ کی مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا۔ کافر بہت غرور کرتے تھے کہ ہم بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ان مسلمانوں کو خوب ماریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے باقاعدہ جنگ میں حصہ لیا۔

بچو! فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک طاقت ور لیکن اطاعت گزار مخلوق ہیں۔

بچوں کو ان اہم نکات کے ذریعے ایک تصور واضح کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام کس قدر مکمل ہے۔

چلیں اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ چند بہت اہم فرشتے کون کون سے ہیں اور وہ کیا کیا کام کرتے ہیں؟

بچوں کی توجہ برقرار رکھنے کے لیے دو کاغذ لیں۔ ایک پر چار کھڑکیاں کاٹ لیں اور نیچے والے کاغذ پر ان کھڑکیوں کے نیچے فرشتوں کے نام لکھ لیں۔ اب ان دو کاغذوں کو آپس میں جوڑ لیں۔ (کراماً کاتبین کے بارے میں بتانا ہو تو پانچ کھڑکیاں بنالیں)

یہ چند کھڑکیاں ہیں اور ان میں ہم جھانک کر دیکھتے ہیں کہ اندر کن کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ (FC: 6.2)

1. **حضرت جبرئیل** علیہ السلام: انہیں ''جبرئیل امین'' بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سب سے قریبی فرشتے، سب فرشتوں کے سردار۔ سب سے اہم کام کرنے کے لیے، کونسا کام؟ رسولوں تک وحی پہنچانے کا۔
2. **حضرت میکائیل** علیہ السلام: ان کے ذمہ انسانوں تک بارش اور رزق پہنچانا ہے۔
3. **اسرافیل** علیہ السلام: قیامت کے دن صور پھونکیں گا پہلی بار صور پھونکنے پر تمام مخلوق فنا ہو جائے گی اور دوسری بار دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہو گی۔
4. **ملک الموت**ؑ: موت کے وقت روح کو قبض (قابو) کرنے کا کام کرتے ہیں۔ ان کے نیچے بہت فرشتے کام کرتے ہیں اور ہر انسان کے لیے موت کا فرشتہ ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے فرشتے ہیں جو انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام کرتے ہیں۔ مثلاً

کراماً کاتبین: یہ وہ دو فرشتے ہیں جو ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتے ہیں، دائیں اور بائیں۔ جب ہم نیک کام کرتے ہیں تو دائیں طرف والا فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ جب ہم غلط کام کریں تو بائیں طرف والا ہماری برائی لکھتا ہے۔ اور یہ بہت ہی ہوشیاری سے یہ کام کرتے ہیں۔ جو ہم بولتے یا کرتے ہیں وہ فوراً لکھ لیتے ہیں اور لکھنے میں غلطی بھی نہیں کرتے۔ اس لیے ہمیں کچھ بولتے یا کرتے ہوئے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ یہ فرشتے ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں۔

کراماً کاتبین کے بارے میں بتاتے وقت اپنے کندھوں کی طرف اشارہ کریں۔ اگر بچوں کو اس بات کا احساس ہو جائے کہ ہماری ہر بات ریکارڈ ہو رہی ہے تو ہر عمل احتیاط سے کریں گے۔ ان شاء اللہ!

حمزہ اور نوید دو دوست ہیں۔ سکول میں دونوں بریک ٹائم میں کھیل رہے تھے کہ اتنے میں بڑی کلاس کے لڑکے نے آکر جان بوجھ کر دونوں کو دھکا دے کر گرا دیا۔ دونوں نے جب اس لڑکے سے پوچھا کہ بھئی کیا مسئلہ ہے؟ کیوں ایسا کیا ہے؟ تو وہ آگے سے گالی دینے لگا۔ نوید کو غصہ آیا لیکن حمزہ نے منع کر دیا۔ حمزہ نے نوید سے کہا کہ چھوڑ و رہنے دو، میری امی کہتی ہیں کہ ہم جو کچھ بولتے ہیں فرشتے لکھ لیتے ہیں۔ اس لڑکے کے فرشتوں نے اس کی گالیاں لکھ لی ہوں گی۔ ہم اپنی عمل کی کتاب میں بری بات کیوں لکھوائیں۔

بچو! روح لے کر جانے والے فرشتے بھی ہوتے ہیں۔ میں آپ کو ایک حدیث سناتی ہوں۔ غور سے سنئے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' قریب الوفات آدمی کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اگر آدمی نیک ہو تو وہ کہتے ہیں ''نکل اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی۔ نکل تو قابلِ تعریف ہے۔ تجھے خوشخبری ہو رحمت اور خوشبو کی (نعمتوں کی) اور اس رب (سے ملاقات) کی جو ناراض نہیں۔ اسے برابر اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے۔ پھر وہ (فرشتے) اسے آسمان کی طرف چڑھالے جاتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے ''یہ کون ہے؟'' وہ کہتے ہیں ''فلاں شخص ہے''۔ تب کہا جاتا ہے ''خوش آمدید! پاک روح کو جو پاک جسم میں تھی۔ داخل ہو جاؤ، تو قابلِ تعریف ہے اور تجھے خوشخبری ہو رحمت اور خوشبو کی اور اس رب (سے ملاقات) کی جو ناراض نہیں۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ اسے لے کر اس آسمان تک پہنچتے ہیں جس پر اللہ عزوجل کی ذاتِ اقدس ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 4262)
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری روح کو لینے بھی رحمت کے فرشتے آئیں۔ آمین

یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جو مختصر کر کے بچوں کو یہاں سنایا جا رہا ہے۔ استاد مکمل حدیث پڑھ کر آئیں تا کہ گروپ کے مطابق مزید سنائی جا سکے۔

بچو! آپ کو معلوم ہے کہ فرشتے مومن بندوں کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔ جب ہم اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس بھائی کی غیر موجودگی میں دعا کرتے ہیں تو ہمارے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے وہ کہتا ہے ''تمہارے لیے بھی''۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نے جو اچھی بات دعا میں اپنے بھائی کے لیے مانگی ہے تو اس کو بھی یہ دے دے۔

بچوں سے ایک ایکٹیوٹی کرائی جا سکتی ہے کہ کسی کے لیے اسی وقت غائبانہ دعا کرائیں۔ پھر ان کو بتائیں کہ اس وقت فرشتوں نے بھی آپ کے لیے یہی دعا کی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

بچو! اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کیے ہوئے ہیں جو برے لوگوں اور نقصان دینے والی چیزوں سے انسان

کی حفاظت کرتے ہیں۔

میں تو آپ کو بتاتے ہوئے یہ سوچ رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ ان فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ بھی کروایا، پھر یہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اتنے کام کرتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب (سورۃ الفاتحہ) پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (صحیح البخاری : 6402)

بچو! ہم نے ابھی فرشتوں کے بارے میں اتنا کچھ پڑھا۔ کتنا اچھا لگا، میرا تو فرشتوں پر اور ایمان بڑھ گیا ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ کچھ لوگ فرشتوں کے موجود ہونے کو نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔ یہ بس خیالی باتیں ہیں اور یہ بات وہ لوگ کہتے ہیں جو قرآن مجید کو نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اس طرح دوسروں کو بھی غلط باتیں بتاتے ہیں۔

عقیدہ کے بگاڑ کی بات کرتے وقت افسوس کا اظہار کریں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی تعلیم دی تو اس وقت کچھ لوگ تھے جو کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسی باتوں کا سختی سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ فرشتے بھی انسانوں اور جنوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

بچوں کو یہ بھی بتایا جا سکتا ہے کہ فرشتے نور سے، جن آگ سے اور انسان مٹی سے بنے ہیں۔

بچو! تو جو فرشتوں کے بارے میں ان set of beliefs کو نہیں مانتے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی صحیح نہیں کرتے۔ وہ یہ بھی پرواہ نہیں کرتے کہ اچھا کام کر رہے ہیں یا برا۔ وہ سوچتے ہیں کہ ہمیں کون دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت کا بھی ان کو اندازہ ہی نہیں ہوتا۔

تو فرشتوں پر ایمان لانے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ (بچوں سے پوچھیں)

1۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کس قدر قدرت والے ہیں۔ وہ صرف ہمارے رب ہی نہیں بلکہ دوسری مخلوق کے بھی رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے علاوہ کیسی مخلوق بنائی اور پھر ان فرشتوں کو ہماری مدد کے لیے لگا رکھا ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور علم کا احساس ہوتا ہے۔

3۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا خیال اور مضبوط ہوتا ہے۔

4۔ فرشتوں کی ہی موجودگی کی وجہ سے ہم ہوشیار رہتے ہیں کہ ہماری باتیں اور کام لکھے جا رہے ہیں۔

5۔ ان کی فرمانبرداری دیکھ کر انسان یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بن کر رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرشتوں کے صف (لائن) بنانے کی بھی تعریف کی ہے۔ تو ہمیں ہر جگہ ان جیسی صف بنانی سیکھنی ہے۔

6۔ جس طرح فرشتے ہر وقت اپنی ڈیوٹی کو پورا کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنی ڈیوٹی کو پورا کرنا ہے اس کو چھوڑنا نہیں ہے۔ مثلاً نماز وقت پر پڑھنا، والدین کی بات ماننا وغیرہ۔

فرشتوں کی دعاؤں کے بارے میں مزید بیان

فرض نمازوں میں شریک ہونا:۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب پڑھنے والا امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری 6402)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے تو تم **اللّٰھم ربنا لک الحمد** کہو، کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق ہو جائے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (صحیح البخاری : 3228)

سحری کے وقت فرشتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا:۔ حابس بن سعد طائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصے میں فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ (مسند احمد : 16972)

فرشتوں کی دعا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور فرشتوں کی صلوۃ یہ دعا ہے کہ اے اللہ! اسے معاف کر دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اسی طرح اگر وہ بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرتا ہے تو فرشتے اس پر بھی صلوۃ پڑھتے ہیں اور ان کی صلوۃ یہی دعا ہے کہ اے اللہ! اسے معاف فرما دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔'' (مسند احمد : 1218)

جمعہ کے دن ترتیب وار حاضری لگانا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے اور پھر اس کے بعد آنے والوں کو نمبر وار نام لکھتے جاتے ہیں۔ پھر امام (خطبے کے منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں۔'' (صحیح البخاری : 929)

لوگوں کے لیے دعائیں کرنا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنی رحمت فرماتے ہیں اور فرشتے ان لوگوں کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔'' (مسند احمد : 25270)

لوگوں کو خیر سکھانے والوں کے لیے دعا کرنا:۔ فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام اہل زمین و آسمان یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں (بھی) اس شخص کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور رحمت بھیجتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے۔ (سنن الترمذی: 2685)

رات کو باوضو بستر پر سونے والوں کے لیے دعا کرنا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو باوضو رات کو سوتا ہے، اس کے بستر پر فرشتہ رات گزارتا ہے، جب بھی وہ رات کی کسی گھڑی میں نیند سے بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو معاف کر دے اس لیے کہ یہ باوضو سویا ہے۔ (السلسلة الصحيحة: 2539)

سبق نمبر 7　ایمان بالکتب

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - تمام الہامی کتابوں پر ایمان لانے کی ضرورت کو جان لے۔
  - قرآن مجید کی اہمیت کو جانے اور اس سلسلے میں موجود لوگوں کے عقیدہ کے بگاڑ کی نوعیت سمجھ لے۔
  - قرآن مجید کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کی رو سے سمجھ سکے۔

- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - زبور، انجیل، تورات
  - قرآن مجید؛ کلام اللہ

- **سبق کا دورانیہ: 30 منٹ　خاکہ کا دورانیہ: 15 منٹ**

- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

- **رہنمائی برائے اساتذہ:**
  - خاکہ کی تیاری چند بار کر لیں تا کہ اس کا پیغام بہترین انداز میں بچوں تک پہنچایا جا سکے۔
  - بڑے بچوں کے لیے ''علوم القرآن'' میں سے کچھ مواد شامل کیا جا سکتا ہے۔

سبق

🗎 سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)

پچھلے سبق کی دہرائی: بچو! چند اہم فرشتوں کے نام بتائیں؟ کون فرشتوں کے بارے میں کچھ بتائے گا؟ فرشتوں پر ایمان لانے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟

🗎 بچو! ہم نے عقیدہ کا مطلب پڑھا تھا کہ اپنے دل کی گرہ قرآن وحدیث سے لگانا۔ ان set of beliefs میں کوئی شک ہے ہی نہیں پھر اسی کے مطابق عمل کرنا۔ عمل کرنے سے ایمان اور بڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکامات بالکل سچے ہیں۔

بچوں کے ساتھ مل کر پہلے سورۃ البقرۃ کی آخری آیات اور پھر حدیث جبرائیل علیہ السلام سنائیں۔ اس سے بچوں کی دہرائی بھی ہوجائے گی اور ایمان کی جزویات بھی واضح ہوجائیں گی۔

🗎 کتابوں پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب میں سے ہے۔ بچو! کُتب، کتاب کی جمع ہے۔ یعنی کَتَبَ کا مطلب ہے جمع کرنا اور ملانا۔ ہم جب کوئی کتاب پڑھتے ہیں تو اس میں بہت سی معلومات کو جمع کیا گیا ہوتا ہے۔

🗎 بچو! ہم نے کون سی کتابوں پر ایمان لانا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ ان کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ ان کو الہامی کُتب بھی کہتے ہیں۔ مشہور کتابیں کتنی ہیں؟ کتابوں کے بارے میں ہمارا set of beliefs یعنی عقیدہ کیا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) (FC:7.2)

1. **تورات:** یہ مقدس پیغام موسیٰ علیہ السلام پر وادی سینا میں کوہ طور پر نازل ہوا۔ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے 'تعلیم یا شریعت'۔ اللہ تعالیٰ نے لکھی ہوئی الواح (تختیاں) کی شکل میں کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ اپنی قوم کو دی تھی تو ان میں سے بہت کم لوگ اس کو پڑھتے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے اس پر عمل نہ کیا، اس لیے آہستہ آہستہ لوگ اس کتاب کو بھول گئے اور اب اس کتاب کے الفاظ موجود نہیں ہے۔ (اداس چہرے اور تاثرات سے بتائیں)۔ کیا یہاں کوئی اس زبان کو بولتا اور سمجھتا ہے؟ نہیں کوئی بھی نہیں! ایسا کرنے سے بچو ان کا ایمان نامکمل رہا۔
2. **زبور:** یہ کتاب داؤد علیہ السلام پر فلسطین میں نازل ہوئی۔ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب ہے "مکتوب"، یعنی لکھی ہوئی چیز۔ اس کتاب میں حمد تھی یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑائی۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ اس کتاب کے ذریعے لوگ اپنا ایمان مضبوط کریں۔ کیا آپ کو معلوم ہے انہوں نے کیا کیا؟ وہ اس کو پڑھتے نہیں تھے۔ پھر جب وہ بھول گئے تو ان میں بھی ایمان ویسا نہ رہا جیسا اللہ تعالیٰ کو

چاہیے تھا۔

3. **انجیل:** یہ کتاب عبرانی زبان میں ہے جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیئے گئے احکام پر مشتمل ہے۔ جس کا مطلب ہے "خوشخبری"۔ ان لوگوں نے اپنی مرضی سے اس میں تبدیلیاں کیں۔ پھر اپنے ایمان اور عقیدہ کی کوئی فکر نہ کی۔ نہ ہی کتاب پر عمل اور حفاظت کی۔ تو آہستہ آہستہ اصل کتاب موجود ہی نہ رہی۔

اور بچو! ان تمام کتب میں آپ ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی صفات کا ذکر تھا۔ اس کتب کا بہت سا حصہ بھلا دیا گیا، الفاظ بدل دیے گئے۔

4. **قرآن مجید:** یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ آخری نبی محمد ﷺ پر نازل کی گئی جو تا قیامت تبدیل نہیں ہوگی۔ اس کی زبان عربی ہے۔ قرآن مجید پر ایمان لانا اور اسے اللہ کا کلام جاننا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ قرآن مجید تمام دنیا کے لیے ہے۔ جو کوئی بھی اپنے ایمان کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اسے کتاب کی پیروی کرنا چاہیے۔

"اے اہل ایمان! اللہ پر اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی گئی۔ ایمان لے آؤ۔" (النساء: 136)

استاد بچوں کو چند سوالات کے ذریعے یہ معلومات دے، چونکہ زیادہ تر بچوں نے یہ سب سکول میں پڑھا ہوا ہوتا ہے۔ چند مقامات میں اضافی معلومات دے کر ان کی دلچسپی برقرار رکھے۔

بچو! یہ وہ کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے رسولوں پر جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے نازل فرمائیں۔ یہ سب انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا کلام تھا۔ اس لیے ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ باقی کتابوں میں اس وقت کے لوگوں نے تبدیلی کر دی، لیکن قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: 9)

"بے شک ہم ہی نے یہ قرآن نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

اس لیے قرآن مجید جیسے نازل ہوا تھا آج بھی ویسی ہی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اس لیے ہمارا ایمان قرآن مجید پر یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کا یہ کلام کبھی نہیں بدلے گا، نہ کوئی اسے بدل سکتا ہے۔

قرآن مجید قیامت تک کے لیے پورے یقین کے ساتھ عمل کی جا سکنے والی کتاب ہے۔ عام دنیاوی کتب میں کئی غلطیاں نکل آتی ہیں، پھر اس کو ٹھیک کرتے ہیں اور اس کا دوسرا ایڈیشن آ جاتا ہے۔ کئی بار اس میں بھی غلطیاں نکل آتی ہیں۔ لیکن قرآن مجید پہلے دن سے لے کر قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔ نہ اس میں کوئی غلطی ہے اور نہ ہی کسی بھی زمانے میں اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔

بچو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان الہامی کتابوں اور خاص طور پر قرآن مجید پر ایمان لانے کے لیے کیوں کہا ہے؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں) اس لیے کہ کتابیں جن کے ہم نام جانتے ہیں اور وہ صحائف بھی جن کے نام بھی ہم نہیں جانتے سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں، لیکن اب یہ اپنی اصل حالت میں موجود نہیں۔

بچو: اب ہم قرآن مجید پر بات کریں گے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اب دنیا میں جتنے بھی لوگ ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی اسی کتاب کے مطابق تمام کام کریں۔

بچو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ لفظ قرآن کا کیا مطلب ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ بہت زیادہ بار بار پڑھی جانے والی کتاب۔ قرآن مجید کے اور بھی بہت سے نام ہیں مثلاً: النور، الذکر، الشفاء، الفرقان، الھدٰی، الکتاب، البیان، الروح، الرحمة.

بچو! ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، نہ ہی فرشتوں کو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کلام کو دیکھ سکتے ہیں اور وہاں سے جو بھی ہمیں معلوم ہو اس کو پڑھ کر ہم اپنا ایمان مضبوط کر سکتے ہیں۔ جو کافر لوگ تھے وہ اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں مانتے تھے۔ ان کے عقیدے میں کیا خرابی تھی؟ وہ کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے یا کچھ دوسرے لوگ موجود ہیں، جو آپ کو سکھاتے ہیں۔ کافر لوگ قرآن مجید کا مذاق اڑاتے تھے۔

یہ بتاتے وقت استاد افسوس کا اظہار کرے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کو چیلنج کیا ہے کہ تم لوگ قرآن مجید کو اللہ کا کلام نہیں مانتے تو پھر اس جیسی ایک آیت ہی بنا لاؤ، پوری کتاب بنانا تو دور کی بات۔ لیکن وہ لوگ بہت ذہین ہونے کے باوجود ایک آیت بھی نہ بنا سکے۔ اور یہی ثبوت تھا، قرآن مجید کے ''کلام اللہ'' ہونے کا۔

بچوں کو علوم القرآن سے اس سلسلے میں چند واقعات سنائے جا سکتے ہیں۔

قرآن مجید کے شروع میں ہی بتا دیا گیا کہ ﴿ ذَلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ ﴾ (البقرہ 2:)
اس کتاب (قرآن مجید) کے کلام اللہ ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ اور یہ بات دنیا کی کسی بھی اور کتاب میں آپ کو نہیں ملے گی جس میں یہ لکھا ہو کہ یہ غلطیوں سے پاک (free of error book) ہے۔

بچو! اللہ تعالیٰ نے اس کو کیوں نازل کیا؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) تا کہ لوگوں کو ہدایت ملے۔ کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تو عبادت کیسے کرنی ہے؟ جیسا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتا دیا۔ قرآن مجید میں ہمارے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ قرآن مجید کا ہر لفظ محفوظ ہے اس کی ہر بات سچی ہے۔ قرآن مجید کے ہر حکم کو ماننا ہم پر فرض ہے۔ ہم نے ہر اس بات کو چھوڑ دینا ہے جو قرآن مجید کے خلاف ہو گی۔

ان تمام نکات کو ایمانیات کا حصہ بنا کر پڑھانا ہے۔

بچو! قرآن مجید پر ایمان کیسے مضبوط کریں گے؟ کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ایمان قرآن مجید پر اتنا پکا ہو کہ ہمارے تمام اعضاء اس کے مطابق عمل کریں۔

قرآن مجید پر جو ایمان رکھتا ہو گا یہ مانے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور میں نے اس کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ پھر وہ کلام اللہ کا ادب بھی کرے گا۔ مثلاً (FC:7.1)

- قرآن مجید کا مذاق نہ اڑایا جائے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، کیونکہ ایسا کرنے کی سزا دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے۔
- قرآن مجید کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ قران مجید کو سرفہرست (Top of the list) رکھیں۔
- کہیں زیادہ کتابیں رکھی ہوں، شیلف میں یا بیگ میں، تو سب سے اوپر قرآن مجید رکھیں۔
- قرآن مجید کی تعلیم کو دنیا کی تعلیم سے زیادہ اہم سمجھیں، لوگوں تک قرآن مجید پہنچانا سب سے ضروری سمجھیں۔
- کبھی بھی یہ نہ سوچیں کہ میں نے تو بس پڑھ کر ختم کر لیا ہے۔ ہر وقت زیادہ سے زیادہ قرآن مجید سیکھتے اور پڑھتے رہیں۔
- قرآن مجید زبانی یاد کریں۔ پھر اس کو ہر روز دہرائیں۔ اگر نہیں پڑھیں گے تو بہت جلد بھول جائے گا۔
- اس کا مطلب سمجھ کر پڑھیں۔
- قرآن مجید اگر بیگ میں ہو تو بیگ کو نہ تو نیچے رکھیں، نہ سر کے نیچے رکھیں۔ پکڑاتے ہوئے بھی احتیاط کریں۔
- چاہے کاغذ یا کارڈ پر ایک آیت ہی کیوں نہ لکھی ہو وہ بھی احتیاط سے رکھیں اور پکڑائیں۔
- واش روم میں قرآن مجید نہ لے کر جائیں۔
- نہاتے ہوئے قرآن مجید نہ پڑھیں۔
- ادب سے اٹھائیں اور رکھیں اور پیار سے کھولیں۔
- صفحہ پلٹیں تو ایک کونے سے پکڑ کر پلٹیں، تھوک لگا کر صفحہ پلٹنا احترام کے خلاف ہے۔
- پڑھتے ہوئے کھلا چھوڑ کر نہ جائیں۔
- ایسی جگہ رکھیں جہاں سے بچے اتار کر گرا نہ دیں۔
- تلاوت بھی کریں یعنی آواز سے بول کر پڑھیں صرف آنکھوں سے نہ پڑھیں۔

ان میں سے چند چیزیں عملی طور پر کر کے دکھائیں۔

زندگی کا کوئی دن ایسا نہ گزرے کہ قرآن مجید نہ پڑھیں۔ اگر بہت مصروفیت ہے اور زیادہ پڑھنے کا وقت نہیں ملا تو پھر بھی اس کو

کھول کر ضرور دیکھیں۔ زبانی پڑھنا بھی ٹھیک ہے لیکن دیکھ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔ اس طرح قرآن مجید کے الفاظ بھی نظر آئیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔'' (صحیح البخاری 5028)

ایک اور حدیث میں ہے: ''صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ قرآن کی آخری آیت تیری آخری منزل ہے۔'' (سنن ابی داؤد: 1466)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو۔ اس لیے کہ قیامت والے دن یہ اپنے (پڑھنے والے) ساتھیوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا''۔ (صحیح مسلم: 1910)

خاکہ

کردار: مریم، آمنہ، امی، استاد۔

استاد: بچو! آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہم نے قرآن مجید، جو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کے ساتھ کیا کرنا ہے کہ ہمارا ایمان مضبوط ہو جائے۔

سین 1

دونوں بچیاں سکول سے واپس آئیں۔ ان کو معلوم ہوا کہ قاری صاحب نے چھٹی کر لی ہے۔ پہلے دونوں خوش ہوئیں۔ ایک نے تو کھیلنا کودنا شروع کر دیا۔ دوسری کو نماز کے بعد خیال آیا کہ کیا میں قرآن مجید صرف قاری صاحب کے لیے پڑھتی ہوں؟ اگر میں قرآن مجید پڑھوں گی تو میرا ہی فائدہ ہے۔ وہ قرآن مجید پڑھتی ہے۔

استاد کلاس سے رائے لے۔

سین 2

امی نے بچوں کو پڑھنے کے لیے بلایا۔ ہوم ورک کرتے کرتے ایک نے کتابیں اوپر نیچے رکھیں۔ دوسرے کی نظر پڑی کہ قرآن مجید بھی پاس ہی پڑا تھا۔ اس نے فوراً قرآن مجید اٹھایا اور زیادہ محفوظ جگہ پر رکھا۔

استاد کلاس سے رائے لے۔

سین 3

بچے امی کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید ادب سے پڑھ رہے ہیں۔ ایک امی کو آ کر کہتا ہے کہ میں تھک گیا ہوں اور دل نہیں چاہ رہا۔ امی اس کو بتاتی ہیں کہ جب مطلب سمجھ کر نہ پڑھا جائے تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر وہ چند آیات کا مطلب سکھاتی ہیں۔ بچوں کو اچھا لگتا ہے۔ وہ یہ بھی بات کرتے ہیں کہ ہم اب اپنے دوستوں کو بھی جا کر بتائیں گے۔

استاد کلاس سے رائے لے کہ کن کاموں کو کرنے سے ایمان بالکُتب میں اضافہ ہوتا ہے۔

سبق نمبر 8　ایمان بالرُّسل

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- جان لے کہ انبیاء کون تھے اور ان کی بعثت کا کیا مقصد تھا۔
- انبیاء کی ذمہ داریوں کو سمجھ لے۔
- رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی اہمیت کو ایمان کا حصہ جانے۔
- ایمان بالرسل کے عقیدہ میں بگاڑ کو جان لے ۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کئے جائیں گے:

- رسول، نبی، انبیاء
- خاتم النبیین

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز ۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- رسالت ایک بہت وسیع موضوع ہے۔ اس میں استاد عقائد کے بگاڑ کو بہت اچھی طرح سے پڑھ کر آئے۔ بچوں کے ساتھ کوشش کرے کہ عقیدہ پختہ کرنے والے نکات کو بہت واضح انداز میں بیان کرے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)

پچھلے سبق کی دہرائی: بچو! سب سے پہلے کون سورۃ البقرۃ کی آخری آیت اور ایمانیات سنائے گا؟ چند پچھلے فلیش کارڈ دکھا کر پچھلے اسباق میں سے سوال پوچھیں۔

بچو! ہمیں سب سے پہلے کس پر ایمان لانا ہے؟ جی! اللہ تعالیٰ پر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار بتاتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی صرف اپنی عبادت کے لیے کیا ہے۔ اب ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کرنی ہے؟ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا کلام دیا، ہم اس کو پڑھیں اور اس کے مطابق کام کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی بات ہم خود کیسے سمجھیں؟ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ خاص بندوں کو بھیجا۔ ان کو ہم رسول کہتے ہیں۔ ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

بچو! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے ہمیں ہر اس کام کا علم ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور ان کاموں کا بھی جو اسے ناپسند ہیں۔ یہ علم ایسا ہو کہ اس پر ہمارا مکمل یقین اور ایمان ہو۔

استاد بچوں کے ساتھ عقیدہ اور ایمان کی تعریف دہرا سکتی ہے۔

بچو! اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے۔ خالق، مالک اور مدبر ہے۔ اور انسانوں سے بہت پیار کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی مشکل میں نہیں ڈالا کہ وہ خود اپنی کوشش سے یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کرنی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود انسانوں میں سے ہی اپنے کچھ پیارے بندوں کو چنا۔ پھر ان کو وحی کے ذریعے اپنا علم پہنچایا۔ ساتھ حکم دیا کہ اس پر خود بھی عمل کرو اور تمام لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دو کہ وہ بھی اس طریقے پر میری عبادت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں سے اپنے بندے چنے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی اپنی قوم کو پہنچائیں ان کو رسول کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنا پیغام ہمیں خود دے سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اس نے انسانوں میں سے رسول بھیجے جو ہماری طرح انسان تھے تاکہ ہمارے لیے ان کی پیروی کرنا آسان ہو۔ وہ لوگ جنہوں نے ان کی بات مانی انہوں نے دوسرے لوگوں اور اپنے بچوں کو بھی ان کا پیغام پہنچایا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے رسول گزرتے رہے کچھ لوگوں نے پیروی کرنا چھوڑ دی اور کچھ نے پیروی کی۔ جنہوں نے رسولوں کی بات مانی اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور انہیں اپنا دوست بناتا ہے۔ جنہوں نے کہا کہ ہم پیروی نہیں کرنا چاہتے، ان میں سے بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے خدا بنا لیے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ مختلف رسول بھیجتا رہا اور وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ (FC:8.1)

دنیا کا نقشہ دکھا کر بتائیں کہ کس طرح تہذیبیں پھیلتی رہیں تا کہ بچے جانیں کہ ہر رسول ایک ہی پیغام لے کر آیا۔

بچو! ہمارا کام تو اب بہت آسان ہے۔ ہم نے صرف اس پیغام پر ایمان لاتے ہوئے عمل کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے ذریعے دیا کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ ایمان بالرسل بہت ضروری ہے کیونکہ ہم رسولوں کو مانیں گے تو ان کی بات بھی غور سے سنیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا انسانوں کے لیے بنائی۔ جب سے دنیا بنی ہے انسان اس دنیا سے بہترین فائدہ اٹھا رہا ہے اور اپنی تمام ضروریات اسی زمین سے پوری کر رہا ہے۔ لیکن اس میں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ ہمیں بہت سے کام کرنے کے طریقے سکھاتے ہیں، لیکن کوئی تو ایسا ہو جو ہمیں عبادت کے طریقے بھی سکھائے۔ ان کو جان کر انسان ان کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے اور یوں ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی حاصل کر سکے۔

اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں ہر دور میں ہر وقت کی ضرورت کے مطابق رسول بھیجے۔ یہ رسول لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے راستے کی طرف رہنمائی کرتے رہے۔ کتنے رسول آئے، ان کی صحیح تعداد ہمیں معلوم نہیں ہے۔ کوئی خود سے ہی رسول نہیں بن جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے یہ مقام عطا فرماتا ہے۔

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ﴾ (الانعام:124)

"اللہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کسے عطا کرے"

یہ بات ہمارے ایمان کا بہت مضبوط حصہ ہے۔

انبیاء کی تعداد کے بارے میں ایک عام تعداد مشہور ہے۔ بچے یہاں اس کا ذکر کر سکتے ہیں۔ استاد اس کی بہت زیادہ وضاحت میں نہ جائے۔ صرف یہ کہہ کر بات کو ختم کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کتنی تعداد ہے۔

جن انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام دیا، اپنے احکام دیے انہیں رسول کہتے ہیں۔ کچھ انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ پچھلے رسول کے ہی احکام کو آگے لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ انہیں نبی کہتے ہیں۔

بچو! ایمان بالرسل کے لیے ہمیں علم ہونا چاہیے کہ رسولوں میں کیا کیا خصوصیات ہوتی ہیں:

1. رسول ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔　　2. کبھی کوئی غلط کام نہیں کرتے۔

3. جو اچھے کام دوسروں کو کرنے کو کہتے ہیں خود اس پر پہلے عمل کرتے ہیں۔

4. وہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو پوری امانت داری سے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

5. وہ بہت سمجھدار ہوتے ہیں۔

6. انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء اور رسولوں کو گناہوں سے بچا کر رکھتا ہے۔

7. وہ شرک نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو شرک سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کی دعوت دیتے تھے۔

بچوں کی عمر کے مطابق خصوصیات بتائیں اور جہاں ضرورت محسوس کریں، وضاحت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو چند اہم ذمہ داریاں بھی دی ہیں تاکہ وہ اپنے اس فرض کو اچھی طرح انجام دے سکیں۔ ان کی اہم ذمہ داریاں کون کون سی تھیں؟

1. **تبلیغ:** اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے دین (way of life) کو لوگوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچا دینا اور یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ جس جگہ اللہ تعالیٰ سمجھتے کہ یہاں رسول بھیجنے کی ضرورت ہے تو اس کا مطلب ہوتا تھا کہ وہاں پر لوگ اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے سے ہٹ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح نہیں کرتے تھے جیسا کہ کرنی چاہیے۔ پھر انہیں سیدھے راستے پر لانا بہت مشکل کام تھا کیونکہ جب عقیدہ کی گرہ ڈھیلی پڑ جائے تو دل میں غلط باتیں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس کام میں انبیاء نے بہت تکالیف اٹھائیں مگر بہت صبر اور حوصلے سے لوگوں کو سمجھاتے رہے۔ صرف اس لیے کہ کسی طریقے سے لوگوں کو ہماری بات سمجھ آ جائے اور وہ اللہ کی ناراضگی سے بچ جائیں۔ انبیاء دوسروں کو فائدہ دینے کے لیے تکلیفیں بھی برداشت کرتے کیونکہ وہ لوگوں سے محبت رکھتے تھے اور انہیں برے انجام سے بچانا چاہتے تھے۔

استاد وقت کا خیال رکھتے ہوئے کوئی مختصر واقعہ بھی یہاں سنا سکتی ہے۔

2. **عملی و قولی اعتبار سے وضاحت:** انبیاء و رُسل اللہ تعالیٰ کی تمام عبادت کے طریقے لوگوں کو سکھاتے اور ساتھ عمل کر کے دکھاتے تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے نماز صرف زبانی نہ سمجھائی بلکہ عملی طور پر کر کے دکھائی تاکہ لوگ نماز کو ادا کرنے میں غلطی نہ کریں۔ اس لیے ہمارا ایمان ہے کہ ہمیں جو انبیاء سے معلوم ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور ہمیں اس کے مطابق کام کرنا ہے۔

3. **دینی تربیت:** انبیاء لوگوں کو صرف ایک یا دو بار کہہ کر یا کر کے دکھا کر مطمئن نہیں ہوتے تھے بلکہ مسلسل ان لوگوں کو سکھاتے رہتے تاکہ ان کی تربیت ہو سکے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے 950 سال ان کو بتایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی مسلسل کتنے سال تربیت کی تاکہ دین کو بہتر طریقے سے سمجھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

4. **گواہی:** اتنی محنت اور تربیت کے بعد قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کو بتائیں گے کہ ہم نے اپنی قوم کو تیرا پیغام ٹھیک طرح سے پہنچایا لیکن کچھ لوگوں نے مانا اور کچھ نے نہ مانا۔

ان انبیاء میں سے چند کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام دیا۔ ان میں جو خصوصیات تھیں وہ دوسرے انبیاء سے زیادہ تھیں۔ انہیں

''اولوالعزم پیغمبر'' کہا ہے۔ سارے ہی پیغمبر اللہ تعالیٰ کو بہت اچھے لگتے ہیں مگر 5 پیغمبر ایسے ہیں جنہوں نے دین کی دعوت دینے کے لیے حد درجہ کوشش کی، اپنے آپ کو تھکا ڈالا، اس کام میں برے لوگوں کی طرف سے جو بھی تکلیفیں اور پریشانیاں ملیں انہیں بڑے ہی صبر اور حوصلے سے برداشت کیں۔ ویسے تو یہ خصوصیات دوسرے انبیاء میں بھی تھیں مگر ان میں بہت ہی زیادہ تھیں وہ پانچ انبیاء ہیں۔

- حضرت نوح علیہ السلام
- حضرت ابراہیم علیہ السلام
- حضرت موسیٰ علیہ السلام
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- حضرت محمد ﷺ (FC:8.2)

بچو! آپ میں سے کسی نے پہلے معجزات کا لفظ سنا ہے؟ (بچوں کو بولنے دینا ہے) معجزات سے مراد وہ کام ہیں جو کہ عام حالات سے ہٹ کر ہوتے ہیں اور جو انسان خود نہیں کر سکتا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ یہ انبیاء کرام کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جن انبیاء نے جو معجزات دکھائے وہ سب سچ تھے۔ کیا آپ میں سے کسی کو کسی نبی کا معجزہ یاد آ رہا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)

جی، موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی فرعون کے دربار میں کیا بن گئی تھی؟ اژدھا، ایک بہت بڑا سانپ۔ کیسے بن گئی؟ اب جو یہ ایمان رکھتے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتا ہے، وہ تو ایمان لے آئیں گے کہ یہ بات سچ ہو سکتی ہے کہ ایک لاٹھی سانپ بن جائے۔ مگر جن کا عقیدہ کمزور ہوگا وہ کہیں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے، ضرور جادو کیا ہوگا۔ تو ایسے لوگ ذرا سوچیں لاٹھی جو ایک بے جان چیز ہے اسے اژدھا بنانا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مختلف معجزات دیے اور محمد ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ تمام انبیاء صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی معجزہ دکھا سکتے تھے خود اپنی مرضی سے کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔

جب ہم رسولوں پر ایمان کی بات کرتے ہیں تو اس کا ایک اہم حصہ یہ بھی ہے کہ اس بات پر ایمان رکھنا کہ رسول اللہ، محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جب تک دنیا قائم ہے تمام انسانوں کو اب اس طریقے پر ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا اور کرنے کا حکم دیا۔ اب قیامت کے دن تک کوئی نیا نبی، نئے احکام لے کر نہیں آئے گا۔ اب جو بھی کہے کہ میں نبی ہوں تو وہ جھوٹا ہوگا۔ یہ ہمارے عقیدہ اور ایمان کا حصہ ہے کہ ہمیں آخری نبی محمد ﷺ کی ہی پیروی کرنی ہے اور قرآن مجید جو کہ آخری کتاب ہے صرف اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید میں ''خاتم النبیّین''، یعنی کہ ''آخری نبی'' کہا گیا ہے [الاحزاب:40]۔ یعنی رسولوں کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گیا۔

اگر استاد محسوس کرے کہ بچے بیٹھ بیٹھ کر تھک گئے ہیں، تو ان کو کھڑا کروا کر چند دعائیں پڑھوالی جائیں۔

بچو! رسول اللہ ﷺ نے ساری دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا پیغام قرآن مجید اور اپنی احادیث کی شکل میں ہمارے لیے چھوڑا اور قیامت تک کے لیے لوگ اس پیغام سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ ہمیں یاد رکھنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمام انسانوں کے لیے پیروی کرنے کے قابل ہے۔ ہمارے ایمان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ہمیں تمام انسانوں سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تک اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے میں بہت محنت کی۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں نے آپ ﷺ کی شان میں غلط باتیں کیں۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے کسی خاندان کے فرد یا آپ ﷺ کے ساتھیوں کے بارے میں برے الفاظ بولتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے کسی فیصلے کو نہیں مانتے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔

یہ بتاتے وقت استاد افسوس کا اظہار کرے۔

بچو! جب لوگوں نے ایسا غلط کام کیا تو کیا نقصان ہوا؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ ان کا عقیدہ خراب ہوا، عمل ٹھیک نہ کر سکے اور یوں ایمان بھی حاصل نہ ہوا۔

چلیں میں آپ کو بتاتی ہوں کہ آج کل لوگوں نے کیا غلط کام کیے؟

1. انبیاء و رسل جو ساری زندگی ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کہتے رہے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد لوگوں نے کسی کو اللہ کا بیٹا بنا دیا، کسی نے کہا یہ تو خدا ہے، جو انسانی شکل میں ہمارے پاس آیا۔
2. اسی طرح کچھ مسلمان جن کو دین کی مکمل سمجھ نہیں ہوتی کہتے ہیں قرآن مجید کی بات تو مان لیں گے مگر حدیث کو اہم نہیں سمجھتے کہ پتہ نہیں یہ حدیث ٹھیک ہے کہ نہیں۔ کہتے ہیں، ہمیں کیا معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔
3. کچھ لوگ رسولوں کو انسان نہیں سمجھتے کہ اتنا اہم کام یعنی ہدایت پہنچانے کا کام انسان کیسے کر سکتے ہیں؟ ایسے لوگ کہتے ہیں یہ عام انسانوں کی طرح مٹی سے نہیں بنے تھے بلکہ خاص نور سے بنے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آج بھی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انسان نہ تھے جبکہ آپ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں بتا دیا:

﴿ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴾ (الکھف: 110) ’ میں تمہارے ہی جیسا انسان ہوں‘ فرق یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔

بچو! ایمان بالرُّسل کا فائدہ یہ ہے کہ ہم انبیاء کے لائے اس پیغام کو اچھی طرح مانیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر سکیں گے جیسا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

سبق نمبر ۹　　ایمان بالیوم الآخرۃ

- **مقاصد : اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ :**
  - آخرت پر ایمان کو مضبوط کر لے۔
  - آخرت پر ایمان کو قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھے۔
  - رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی زندگی سے آخرت پر ایمان کی مثالوں سے اپنے لیے سبق لے۔

- **وہ خاص لفظ (key word) جو اس سبق میں استعمال کیا جائے گا:**
  - یوم الآخرۃ

- **سبق کا دورانیہ: 45 منٹ**

- **درکار اشیاء:** قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

- **رہنمائی برائے اساتذہ :**
  - آخرت کے بارے میں تفصیلی پڑھیں تاکہ بچوں کو عمل کی باتیں واضح طور پر بتائی جا سکیں۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)

پچھلے سبق کی دہرائی: چند انبیاء کے نام بتائیں؟ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ رسولوں کی چند خصوصیات بتائیں؟

بچو! سب سے پہلے ہم نے عقیدہ پر بات کی کہ کیسے اپنا عقیدہ درست رکھنا ہے۔ ایسی مضبوط گرہ لگانی ہے کہ قرآن وسنت کے علاوہ ہمارے دل میں کچھ نہ جا سکے۔ جب ہمارا عقیدہ درست ہوگا تو ہمارا ایمان مضبوط ہوگا:

- اللہ تعالیٰ پر
- فرشتوں پر
- اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر
- تمام انبیاء پر

بچو! آج ہم یوم الآخرۃ پر ایمان مضبوط کرنے کی بات کریں گے۔ بچو! اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو پیدا کیا۔ انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو بہت سے مراحل سے گزرتا ہے۔ چلیں پہلے ان کو سمجھتے ہیں: (FC:9.5)

1. **چھوٹا بچہ:** چھوٹا بچہ کیا کرتا ہے؟ کیسے اپنے کام کرتا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) جی ہاں! بچہ خود کھا نہیں سکتا، پی نہیں سکتا، خود کپڑے نہیں پہن سکتا، اپنے آپ کو خود صاف بھی نہیں رکھ سکتا۔ وہ ہر کام کے لیے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ وہ بول بھی نہیں سکتا کہ وہ بتا سکے اسے بھوک لگی ہے کوئی چیز چاہیے۔ کوئی تکلیف ہے کہیں درد ہو رہا ہے۔ ہر کام کے لیے امی کو ہی اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

2. **بڑا آدمی:** پھر آہستہ آہستہ بچہ بڑا ہو جاتا ہے۔ اپنے کام خود کرنا سیکھ لیتا ہے۔ جیسے آپ لوگ بہت سارے کام کرنا سیکھ رہے ہیں۔ پھر اور بڑا ہو جاتا ہے، علم حاصل کرتا ہے۔ اس کو پتہ چلتا ہے کہ زندگی گزارنے کے طریقے کیا ہیں؟ کیسے کام کرنے ہیں؟ پھر وہ اپنے تمام فیصلے خود کرنا شروع کر دیتا ہے۔

3. **موت:** جس بچے کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پھر اس کو بڑا کیا۔ اب ایک دن اسے موت بھی آنی ہے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آلِ عمران:185) ''ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے''

بچو! مرنے کے بعد انسان کی قبر کی زندگی شروع ہو جاتی ہے جس کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ یہ سب سے مشکل وقت ہوتا ہے۔ قبر میں کوئی بھی انسان اس کے ساتھ نہیں ہوگا۔ نہ امی ابو، نہ بہن بھائی نہ رشتے دار۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے قبر سے زیادہ سخت گھبراہٹ والا منظر کوئی نہیں دیکھا'' (سنن الترمذی:2308)

بچو! مومن اور کافر کی موت کی کیفیت الگ الگ ہوتی ہے۔

سات سال کی عمر تک کے بچوں کو قبر کی بہت زیادہ تفصیلات نہ بتائیں۔

جب انسان کو قبر میں ڈالا جاتا ہے تو اس کی روح واپس ڈال دی جاتی ہے اور انسان سے 3 سوال کیے جاتے ہیں:

1. مَنۡ رَبُّکَ؟ تمہارا رب کون ہے؟

2. مَا دِیۡنُکَ؟ تمہارا دین کیا ہے؟

3. مَا هٰذا الرَّجُلُ الَّذِیۡ بَعَثَ فِیۡکُمۡ ؟ تمہارے درمیان جو شخص بھیجا گیا اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

(سنن ابی داؤد: 4755)

4۔ قیامت: جس دن قیامت آئے گی وہ دن اس دنیا کی زندگی کا آخری دن اور آخرت کی زندگی کا پہلا دن ہوگا۔

- قیامت کے بارے میں جو باتیں قرآن وحدیث سے پتہ چلتی ہیں ان کو دیکھتے ہیں۔

- بچو! جب قیامت آئے گی تو زمین ایک صاف میدان کی طرح ہو جائے گی۔ ہمارے گھر، اردگرد کی ہر چیز، سورج، چاند ستارے، پہاڑ، سمندر سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ مردے قبروں سے نکال دیئے جائیں گے۔

﴿یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا﴾ (الزلزال: 4) ''اس دن وہ (زمین) اپنے (سارے) احوال بیان کرے گی''۔

تمام انسانوں کے نامہ اعمال تولے جائیں گے۔ حساب کتاب ہوگا۔

- قیامت کے دن سخت گرمی ہوگی۔ زمین چٹیل میدان ہوگی کوئی درخت یا سایہ نہ ہوگا لوگ بغیر لباس کے، ننگے پاؤں میدان محشر کی طرف چلائے جائیں گے۔ لوگ بہت پریشان ہوں گے۔ پھر انسان کے لیے یا تو جنت ہوگی یا جہنم۔

آخرت کے بارے میں ایک واضح اور مختصر نقشہ کھینچیں کہ بچوں کو اس سے متعلق حقائق کا علم ہو جائے۔

- بچو! یہ سب باتیں آخرت کے متعلق ہیں۔ آخرت کے بارے میں ہمارا عقیدہ (set of beliefs) کیا ہے:

1۔ ایک دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں اور مخلوقات کو ختم کر دے گا اس دن کا نام قیامت ہے۔

2۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو دوبارہ زندگی دے گا اور سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اس کو حشر کہتے ہیں۔

3۔ سب لوگوں نے اس دنیا کی زندگی میں جو کچھ کیا اس کا پورا پورا حساب لیا جائے گا۔

4۔ تمام اچھے اور برے اعمال تولے جائیں گے جس کے اچھے اعمال وزنی ہوں گے اس کو بخش دیا جائے گا اور جس کے برے اعمال وزنی ہوں گے اس کو سزا دی جائے گی۔

5۔ جن لوگوں کی بخشش ہو جائے گی وہ جنت میں جائیں گے اور جن کو سزا دی جائے گی وہ دوزخ میں جائیں گے

- بچو! یومِ آخرت پر ایمان کو مضبوط کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ (بچوں کو بولنے دیں) ہر مسلمان کے لیے آخرت پر ایمان

رکھنا ضروری ہے آخرت پر ایمان کے بغیر ساری زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ اگر ہمیں کوئی کام کرنے کو کہے تو دل میں آتا ہے کہ اس کے کرنے کا کیا فائدہ ہے اور نہ کرنے کا کیا نقصان؟ اس کے بغیر انسان کوئی ایسا کام کرنے سے رکتا بھی نہیں جس کے بارے میں یقین ہو کہ اس کا کوئی نقصان نہیں۔ (FC:9.1)

- بچو! جو چھوٹا بچہ ہے وہ آگ میں ہاتھ ڈال دے گا کیونکہ اس کو پتہ ہی نہیں کہ آگ جلا دے گی۔ اسی طرح اگر ہمارا ایمان ہی نہیں ہوگا کہ ہمارے اچھے اور برے کام کی کوئی سزا یا جزا ہے تو ہمارا جو دل چاہے گا ہم کرتے رہیں گے۔ اب ذرا سوچیں کہ جو شخص آخرت کو ہی نہ مانے گا تو اس کے نزدیک نہ تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی اس کی نافرمانی کا کوئی نقصان ہے۔
- جو شخص یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا وہ اسلام کے راستے پر نہیں چل سکے گا۔ اسلام کہتا ہے غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرو وہ جواب دیتا ہے کہ میرے پیسے کم ہو جائیں گے۔ اسلام کہتا ہے کہ سچ بولو جھوٹ نہ بولو بظاہر سچ میں کتنا ہی نقصان اور جھوٹ میں کتنا ہی فائدہ ہو۔ لیکن وہ جواب دیتا ہے کہ ایسے سچ کو کیا کروں جس سے میرا نقصان ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ کہیں کسی کی چیز پڑی ہو تو تمھاری نہیں اس لیے وہ نہ اٹھاؤ وہ جواب دیتا ہے کہ کون سا کوئی دیکھ رہا ہے مفت مل رہی ہے کیوں نہ لوں۔ اس لیے بچو اس دنیا میں رہتے ہوئے آخرت پر ہمارا ایمان ہو کہ سب لوگوں کے اعمال کی پوچھ ہو گی۔

بچوں کے ساتھ ان مثالوں کو اچھی طرح ڈسکس کریں کہ بات واضح ہو جائے۔

- کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان دنیا میں کوئی اچھا کام کرتا ہے لیکن اسے اس کا کوئی بدلہ نہیں ملتا اور کبھی کوئی شخص غلط کام کرتا ہے اور اس کو کوئی سزا نہیں ملتی۔ پھر انسان کا دل کرتا ہے نا کہ کوئی تو ایسا دن ہو جب اچھے کام کرنے والوں کو ان کا اچھا بدلہ اور برے کام کرنے والوں کو ان کی سزا ملے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے۔
- بچو! اب ہم دیکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا ایمان یوم آخرت پر کیسے بہت مضبوط تھا اور اس کے لیے وہ کیا کام کرتے تھے؟

حضرت محمد ﷺ کا عفو و درگزر۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے موٹے کنارے والی نجرانی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ایک اعرابی پیچھے سے آیا۔ آپ ﷺ تک پہنچا اور آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔ اس سے آپ ﷺ کی گردن پر رگڑ لگی اور نشان پڑ گیا۔'' وہ کہنے لگا: ''اے محمد ﷺ! مجھے بھی اللہ کے مال میں سے دو، جو آپ کے پاس ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا، پھر اس کو مال دینے کا حکم دیا۔ (صحیح البخاری:3149) کتنی حیرت کی بات ہے کہ نہ غصہ کیا اور نہ اس کو ڈانٹا۔

صحابہ کی مثال۔

ایک صحابی ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بہت بڑا باغ تھا جس کا نام ''بَیرُ حاَ'' تھا۔ وہ ان کو بہت پسند تھا، مسجد نبوی کے قریب تھا۔

اس کا پانی بھی بہت ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اکثر اس باغ میں جاتے اور پانی پیتے۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیت سنی۔

﴿ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ﴾ (آل عمران: 92)

"تم نیکی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کرو گے جو تم کو پسند ہیں"۔

تو ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ سے کہا کہ یہ باغ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے میں یہ اللہ کے راستے میں دیتا ہوں۔ (صحیح البخاری: 2758)

صحابہؓ کا یوم آخرت پر ایمان بہت مضبوط تھا۔ صحابہ کا دل کرتا تھا کہ قیامت کے دن ان کے اچھے اعمال زیادہ ہوں تا کہ وہ جنت میں جا سکیں۔

بچو! ہمیں یوم آخرت پر ایمان مضبوط کرنا چاہیے۔ ہماری زندگی کے ہر مرحلہ میں ہم نے ایسے کام کرنے ہیں کہ جن کا آخرت میں بہت اچھا بدلہ ملے۔ قبر میں ہمارے ساتھ بہت اچھا معاملہ کیا جائے۔ چلیں آئیں دیکھتے ہیں کہ ہم نے کون کون سے کام کرنے ہیں۔

بچوں کو یہ بھی واضح کر دیں کہ بچپن میں ہم قرآن وسنت کا علم حاصل کرتے ہیں اور سمجھدار ہو کر اس کے مطابق کام اور فیصلے کرتے ہیں۔

بچو! جب موت آئے گی تو قبر میں سب کو ان تین سوالوں کے جوب دینے ہوں گے۔ صحیح جواب وہی دے سکے گا جو ان تین سوالوں کے مطابق زندگی گزارے گا۔

1. **مَنۡ رَبُّکَ** . تمہارا رب کون ہے؟

جواب: رَبِّیَ اللّٰہ: میرا رب اللہ ہے۔

اب سب سے پہلے ہم نے اپنے رب کو پہچاننا ہے اپنا عقیدہ صحیح کرنا ہے۔ پھر سارے وہ کام جو رب نے کرنے کو کہے ہیں ان کو کرنا ہے۔ بچو! جو کام اللہ (رب) نے کہے ہیں کہاں سے پتہ چلیں گے؟ جی قرآن مجید سے۔

2. **مَا دِیۡنُکَ** ۔ تمہارا دین کیا ہے؟

جواب: دِیۡنِیَ الۡاِسۡلَامُ: میرا دین اسلام ہے۔ (سنن ابی داود: 4755)

بچو دین کیا ہوتا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) طریقہ زندگی۔ اگر ہم سب لوگ اپنی زندگی گزارنے کا وہی طریقہ اختیار کریں گے جو دین اسلام کہتا ہے یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر زندگی گزاریں گے، ویسے ہی کام کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتائے اور رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقے پر چلیں گے تو تب ہی ہم قبر میں اس سوال کا جواب دے سکیں گے کہ میرا دین اسلام ہے۔

3. **مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ ؟** تمہارے درمیان جو (نبی بنا کر) بھیجا گیا اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

جواب: **هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ:** وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس سوال کا جواب قبر میں ہم تب ہی دے سکیں گے جب دنیا کی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی ہوگی۔ اس کا تعلق انسان کی ساری زندگی سے ہے۔ (FC:9.3)

قبر کے سوالات کے لیے گروپ کے مطابق مثالیں ڈالی جا سکتی ہیں۔

بچو! ان سوالات کے جواب دینے والے کی زندگی میں کون کون سے کام ہوں گے؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔ مثلاً (FC: 9.2)

- قرآن مجید کی ہر روز تلاوت کرنا (تجوید، صحیح ادائیگی، تلاوت سننا)
- نماز پڑھنا۔ جیسے ہی اذان ہو آپ نے سارے کام چھوڑ کر چاہے آپ کے دوست آئے ہوں بہت اچھا پروگرام ٹی وی پر لگا ہو (جس سے ہم اچھی بات سیکھیں اور اس میں کوئی حرام بات نہ ہو)، مزے کی گیم کھیل رہے ہوں، امی آپ کو کہیں یا نہ کہیں، کسی پارٹی میں ہوں۔ کسی حالت میں نماز نہیں چھوڑنی۔ نماز پڑھتے وقت باقی چیزوں کا بھی خیال رکھنا ہے مثلاً آپ کا پورا جسم ڈھکا ہوا ہو، بال اچھی طرح ڈھکے ہوں، وضو کیا، نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھیں، لیٹ نہ کریں۔
- والدین کی خدمت۔ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (النساء : 36) امی ابو سے کس طرح بات کرنی ہے۔ امی اگر ڈانٹ بھی دیں تو اونچی آواز میں نہیں بولنا۔ امی جو بات بھی کہیں فوراً بات ماننی ہے۔ امی جو بھی کام کرواتی ہیں اسے ماننا ہے کیونکہ ہمیں آخرت کا فائدہ مل جائے گا۔ مثلاً کمرہ سمیٹو، اپنی الماری ٹھیک کرو، پانی پلاؤ، کسی بہن بھائی کا کام کرو، دادی یا دادا کو فلاں چیز پکڑاؤ، کھانا لگا دو، تو فوراً بات ماننی ہے۔
- رمضان کے روزے رکھنا (صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے)۔
- اگر کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا۔
- اگر کسی انسان سے غلطی ہو گئی تو معافی مانگنا۔
- اپنے رشتے داروں کا خیال رکھنا۔ نماز رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقے پر پڑھنی ہے۔ صدقہ اس طرح دینا ہے کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ (امی کو بتا سکتے ہیں) رسول ﷺ کے طریقے پر سونا جاگنا۔ ہر موقع کی خاص دعائیں پڑھنا۔ رسول اللہ ﷺ کی طرح نفلی نماز پڑھنا۔ رسول اللہ ﷺ کی طرح حیا کا خیال رکھنا ہے۔ (خاص طور پر لڑکیاں اپنے آپ کو ڈھانپ کر باہر نکلیں)۔
- رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ ہر وقت نیکی کرنے کی کوشش کرتے۔ ہم نے اپنے اردگرد لوگوں کو دیکھنا ہے کہ کسی کو ہماری مدد کی ضرورت ہے اپنے گھر میں، آس پاس لوگوں میں، کلاس میں۔ (بچوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ ہم کسی کی کیا

اور کیسے مدد کر سکتے ہیں)۔

- اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو جھوٹ بولنا پسند نہیں ہے آپ سے کوئی چیز خراب ہو جائے، غلطی ہو جائے چاہے استاد یا امی ابو سے ڈانٹ کا ڈر بھی ہو، پھر بھی جھوٹ نہیں بولنا۔ یہ ڈانٹ تو وقتی ہوگی، لیکن آخرت میں آپ کو سچ بولنے کا بدلہ ضرور ملے گا۔

جب بھی کوئی چیز ملے، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مثلاً کھانا، کپڑے، جوتے، نیا بیگ۔ اگر کچھ نہیں بھی ملتا تو بھی صبر اور شکر کرنا ہے کہ شاید وہ آپ کے لیے بہتر نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو تبلیغ کرنا بھی پسند تھا۔ آپ لوگ جو کچھ منارالاسلام کلاس میں سیکھتے ہیں وہ اپنے دوستوں اور کزنز سے بھی شیئر کیا کریں خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی بتائیں۔

مرتے وقت اس شخص کی زبان سے کلمہ کیسے نکلے گا جو ساری زندگی اس پر عمل نہیں کرتا رہا؟

استاد یہ بتاتے وقت افسوس کا اظہار کرے۔

- رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ”قبر میں جب عذاب سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے اور قرآن جو پڑھا کہ اس طرف سے راستہ نہیں کسی اور طرف سے آؤ عذاب میت کی دائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے اس طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ پھر عذاب بائیں طرف سے آتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے اس طرف سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ پھر وہ پاؤں کی طرف سے آنے لگتا ہے تو دوسری نیکیاں مثلاً صدقہ، خیرات، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ احسان وغیرہ کہتے ہیں ادھر سے راستہ نہیں کسی دوسری طرف سے آؤ“۔ (الترغیب والترھیب: 3561)

- بچو! اب ہم نے اس دنیا کی زندگی میں رہتے ہوئے ہر چھوٹے سے چھوٹا کام اور بڑے سے بڑا کام یوم آخرت کو ذہن میں رکھتے ہوئے کرنا ہے۔ اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرنی ہے کوئی بھی کام کرتے ہوئے یاد رکھیں کہ دوسروں سے تعریف کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اور رسول ﷺ کی پیروی کے لیے کرنا ہے۔ (FC: 9.4)

- آپ سیرت کی کتابوں میں پڑھیں اور دیکھیں رسول اللہ ﷺ کیسے کام کرتے تھے، ویسے ہی کریں تاکہ ہماری موت کا وقت آسان ہو، جنت کی طرف لے جانے والے فرشتے روح لینے آئیں، قبر کی زندگی اچھی ہو ہم آسانی سے تین سوالوں کے جواب دے سکیں اور قبر میں پرسکون رہیں۔ پھر قیامت کے دن ہماری نیکیوں کا وزن زیادہ ہو اللہ تعالیٰ ہمیں جنت الفردوس دے۔ ان شاء اللہ (آمین)

سبق نمبر 10　　ایمان بالقدر

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- لفظ قدر کا مفہوم سمجھ جائے اور اس پر ایمان پختہ کر لے۔
- اچھی اور بری تقدیر کیا ہوتی ہے مثالوں سے سمجھے اور یہ کہ اس پر کیسے راضی رہ سکتا ہے۔
- اچھی بری تقدیر پر یقین اور اس پر ایمان کے فوائد جان لے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- قدر

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: قرآن مجید، فلیش کارڈز۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- قدر کا موضوع مشکل ہے اس لیے اس کو واضح اور سادہ انداز میں بتایا جائے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں (استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)۔

پچھلے سبق کی دہرائی: بچو! صحابہ کرامؓ کا کن باتوں پر ایمان بہت مضبوط تھا؟ یوم الآخرۃ کے بارے میں ہمارا عقیدہ کیا ہے؟

بچو! کل ہم نے آخرت کے دن پر ایمان کے بارے میں پڑھا تھا کہ ایک دن ایسا ضرور ہوگا جب اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھے گا کہ ہم نے یہ زندگی کیسے گزاری۔ لیکن کئی بار ہمیں ایسا بھی لگتا ہے کہ کچھ کام تو ہمارے اختیار (control) میں ہے ہی نہیں، پھر ہمیں ان کا حساب کیوں دینا پڑے گا؟

استاد بچوں سے چند مثالیں پوچھے کہ ان کو کیا لگتا کہ کون کون سی چیزیں ان کے اختیار میں نہیں؟ ایسے سوال سے استاد کو اندازہ ہوگا کہ بچے کن باتوں کے بارے میں سوچتے ہیں اور ان کی کہاں اصلاح کی ضرورت ہے۔

آج میں آپ کو وہ کام بتاؤں گی جو کہ ہمارے اختیار میں ہیں اور جو نہیں ہیں۔ ہم یہ بھی جانیں گے کہ کن کاموں کو قرآن اور سنت کے مطابق کرنے سے ہم اپنی آخرت اچھی کر سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾ (الفرقان:2)

''اور اس نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کر دی۔''

بچو! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے ہمیں ہر اس کام کا علم ہونا چاہیے جو اس کو پسند ہیں اور ان کاموں کا بھی جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ اسی لیے تو ہم عقیدہ کی گرہ پکی لگاتے ہیں تا کہ ہمارا علم مکمل اور ایسا ہو کہ اس پر ہمارا یقین اور ایمان ہو۔ ایسا کرنے سے ہمارے دل میں سکون آئے گا، ہم بہترین عمل کر سکیں گے، جن سے ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔

بچو! آج ہم تقدیر کے بارے میں پڑھیں گے۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ (بچوں سے پوچھیں)

استاد بچوں سے متعدد مقامات پر سوال پوچھے۔ اس سے بچے الرٹ رہتے ہیں اور ان کا ذہن بھی کھلتا ہے۔

قدر: وہ علم جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور مخلوق کے بارے میں رکھتا ہے۔ جو اصول اللہ تعالیٰ نے اپنی کائنات کے لیے بنائے اور انھی پر ساری کائنات کا نظام چل رہا ہے۔

تقدیر: کسی بھی چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم سابق ہے ۔ Pre knowledge of Allah۔ اس میں استاد کسی بھی

کلاس کے نالائق طالب علم کی مثال دے سکتی ہے کہ استاد کو علم ہوتا ہے کہ وہ پاس نہیں ہوگا لیکن اس کے باوجود وہ اسے امتحان میں بٹھاتی ہے اس کے پیپرز لیتی ہے، چیک کرتی ہے اور رزلٹ بناتی ہے اور پھر رزلٹ کارڈ اس کے ہاتھ میں دے کر اسے بتاتی ہے کہ تم اگلی کلاس میں نہیں جا سکتے، تم فیل ہو۔ یعنی استاد دلیل کے ساتھ بات کرے۔

- بچو! آپ ذرا سوچیں کہ وہ رب جس نے اتنی بڑی کائنات بنائی بڑے بڑے سیارے بنائے جو کہ زمین سے بھی بہت بڑے ہیں۔ پھر اس زمین پر بھی جہاں 70% پانی ہے اس پانی اور سمندر کی گہرائیوں میں کتنی بڑی مخلوق رہ رہی ہے۔ وہ رب جو سمندر کی گہرائی میں ایک چھوٹی سی مچھلی اور پہاڑوں کے اندر ایک چھوٹی سی چیونٹی کو بھی رزق دے رہا ہے سب کو پال رہا ہے تو کیا انسانوں کے بارے میں بہترین منصوبہ بندی نہیں کرے گا۔

معلوماتی کُتب کے ذریعے بچوں کو اللہ تعالیٰ کی کائنات کی مکمل منصوبہ بندی کا نقشہ کھینچیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام تر مخلوق میں سے انسانوں کو سب سے زیادہ عزت دی تو پھر کیا اس انسان کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے محبت سے کام نہیں لے گا؟ ضرور لے گا۔ مگر انسان کی سمجھ اور عقل محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کی پیدائش سے پہلے ہی اس کی ساری منصوبہ بندی کر دی ہے۔

- اب ہم دیکھتے ہیں کہ کون کون سے کام ایسے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش سے پہلے لکھ دیے اور کون سے کام ایسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے فیصلہ کر دیا اور کن کو ہماری مرضی اور پسند پر چھوڑ دیا۔ (FC:10.2)
- وہ کام جو ہمارے اختیار میں نہیں ہیں، ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود ہمارے لیے کر دیتا ہے۔ مثلاً

1۔ پیدائش: کس انسان نے کہاں، کب، کس کے گھر پیدا ہونا ہے۔ اس کے امی ابو کون ہوں گے، بہن بھائی کتنے ہوں گے اور کون سے ہوں گے۔

2۔ عمر: پیدا ہونے سے پہلے ہی ہر ایک کی عمر لکھ دی جاتی ہے کہ اس انسان نے کتنا عرصہ زندہ رہنا ہے کب فوت ہوگا اور کہاں فوت ہوگا۔

3۔ شکل وصورت: ہر انسان کو کیسا جسم ملے گا اس کی ناک، آنکھیں، قد، رنگت وغیرہ کیسے ہوں گے۔ ہر شخص دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ انسان یہ نہیں کہہ سکتا مجھے ایسا کیوں بنایا ہے میری ناک ایسی کیوں ہے میرا جسم مضبوط کیوں نہیں ہے یا میں کمزور کیوں ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بہت پیارے ساتھیوں میں سے ایک تھے۔ ایک دن وہ درخت پر چڑھ رہے تھے کہ کپڑا اوپر ہو جانے کی وجہ سے نیچے سے تھوڑی سی ان کی ٹانگیں نظر آئیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہنس دیے کیونکہ ان کی ٹانگیں بہت پتلی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عبداللہ کی پتلی ٹانگوں کی وجہ سے ہنستے ہو۔ قیامت کے دن ان کا وزن اُحد پہاڑ جتنا ہوگا''۔ (مسند احمد: 920)

محمد ﷺ نے ایسا کیوں فرمایا؟ کیا وجہ تھی؟ کیونکہ وہ دیکھنے میں دُبلے پتلے تھے مگر ان میں کس چیز کی طاقت تھی؟ جی۔۔۔ایمان کی طاقت تھی جس نے ان کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اہم بنا دیا تھا۔

4۔ پیسے/رزق: انسان کی پیدائش سے پہلے ہی اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے کہ اس انسان کو کتنا رزق ملے گا؟۔اس کے پاس جتنا آنا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے انسان نے اب محنت وکوشش سے اس پیسے کو اس دنیا میں حاصل کرنا ہے۔اگر محنت کے باوجود کسی کے پاس پیسے کم ہیں تو یہ اس کی بری تقدیر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس انسان کا امتحان لیتے ہیں۔

استاد بچوں کے ساتھ چند مثالوں کے ذریعے اس بات کو مزید واضح کرے۔

بچو! اگر یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو پھر ہم نے کیا کرنا ہے؟ اب میں آپ کو چند وہ چیزیں بتاؤں گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اختیار میں رکھ دیں۔ (FC:10.1)

1۔ عبادات: اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں اپنی عبادات کے طریقے سکھائے ہیں ان کو کرنا یا نہ کرنا ہمارے کنٹرول میں دے دیا۔مثلاً نماز کا ٹائم ہے اب یا تو کھیلتے رہیں یا اُٹھ کر پہلے نماز پڑھ لیں یہ تو ہمارے کنٹرول میں ہے نا؟ اللہ تعالیٰ نے جہاں، جس جگہ جس کے گھر پیدا کیا، وہیں پر رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھے طریقے سے کرنی ہے۔مثلاً یہ تو نہیں ہوگا کہ کوئی بڑے گھر میں رہتا ہے تو کوئی بات نہیں اگر اس نے نماز نہیں پڑھی اور چھوٹے گھر والے کو اللہ تعالیٰ پکڑے گا کہ بتاؤ نماز پڑھی کہ نہیں۔اللہ تعالیٰ تو نماز کی باقاعدگی، قرآن مجید پڑھنا، روزے رکھنا اور تسبیح، دعا کرنا وغیرہ تمام انسانوں کا دیکھے گا۔

2۔ معاملات: یعنی ہم دوسروں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں، خواہ ہماری جتنی بھی عمر ہے جہاں بھی ہیں چاہے پتلا جسم ہے یا موٹا۔اللہ تعالیٰ یومِ قیامت دیکھے گا کہ اس نے دوسرے انسانوں اور خاص طور پر اپنے رشتے داروں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔اپنے والدین کی بات مانتے تھے یا نہیں۔دوسروں کی مدد کرتے تھے یا نہیں۔اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھتے تھے اور اپنے استادوں کی عزت کرتے تھے۔

3۔ اخلاقیات: ایک اور اہم چیز ہمارا اخلاق ہے۔اگر ہم عبادات بھی کرتے ہیں مگر ساتھ ساتھ کچھ برے کام بھی کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو ایسا انسان پسند نہیں مثلاً جو نماز پڑھے اور بہن بھائیوں کے ساتھ لڑائی بھی کرے۔ایسا نہیں کہ جو پڑھائی میں اچھا ہے وہ دوسروں پر غصہ کر سکتا ہے اور جو پڑھائی میں نالائق ہے وہ نہیں کر سکتا۔اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ اصول نہیں جو بھی اصول ہیں وہ سب کے لیے ایک جیسے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قال رسول اللّٰه:" اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلَکِنْ يَنْظُرُ اِلَی قُلُوبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ "(مسلم:6708)

محمد ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ تمھاری شکلوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمھارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔" کیونکہ پیسے اور شکلیں تو خود اللہ تعالیٰ نے دیں انسان کے لیے یہ اہم ہے کہ وہ اپنا دل صاف رکھ کر اچھے کام کرے۔

فلیش کارڈ کے ذریعے اچھی طرح موازنہ کرلیں کہ کون سے کام پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوئی کنٹرول نہیں دیا اور کن پر ہم سے سوال کیا جائے گا۔

بچو! کیا آپ نے کبھی کسی کو کہتے سنا ہے کہ ''میری تو قسمت ہی خراب ہے'' bad luck,good luck۔ اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ واقعی ہی کسی کو سب کچھ دے دیتا ہے اور کسی کو کچھ بھی نہیں دیتا؟

بچوں سے اس سوال کے ذریعے پچھلے کیے گئے تصورات دہرالیں۔

بچو! جب کوئی کام اس کی مرضی کے عین مطابق ہو جائے تو وہ کہتا ہے ''میری قسمت اچھی ہے'' اور جو اس کی مرضی کے خلاف ہو جائے یا جس کام میں کوشش زیادہ کرنی پڑے کوئی نقصان ہو جائے تو انسان کہتا ہے کہ ''میری قسمت ہی خراب ہے''۔ کیونکہ انسان تکلیف یا نقصان بالکل برداشت نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ نے تو کوئی اچھی اور بری قسمت جیسی چیز نہیں رکھی۔ اللہ تعالیٰ تو اس طرح انسان کا امتحان لیتا ہے کہ ہم خوشی اور تکلیف میں کیا کرتے ہیں۔ اگر ہم دیکھیں تو ہمارے انبیاء پر بھی بہت مشکلات، نقصان اور بیماریاں آئیں مگر انہوں نے ان سب باتوں کو بری قسمت نہیں کہا کیونکہ مومن تو تکلیف میں صبر کر کے اجر پاتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ نے سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا کیا۔ پیدائش سے پہلے والد فوت ہوئے پھر 6 سال کے تھے تو والدہ فوت ہو گئیں، نہ کوئی بہن، نہ بھائی۔ دادا پیار کرتے تھے۔ ابھی آٹھ برس کے تھے کہ وہ بھی فوت ہو گئے، پھر چچا کچھ عرصے کے بعد دنیا سے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹے دیے وہ ابھی بچے تھے تو فوت ہو گئے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ان کی بہت پیاری بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں۔ ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ کافروں نے ان کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا بلکہ ایک دفعہ طائف گئے تو وہاں کے لوگوں نے پتھر مارے اور محمد ﷺ کا خون تک بہہ رہا تھا مگر کہیں رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ میری قسمت خراب ہے۔ مدینہ آئے تو آپ ﷺ کی تین جوان بیٹیاں زینب رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہو گئیں۔ ان سب صدموں کے باوجود رسول اللہ ﷺ ہر وقت غمگین نہیں رہتے تھے، بلکہ اچھے کام زیادہ سے زیادہ کرتے۔ ہر وقت آپ ﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ رہتی۔ آپ ﷺ اس بات کو مکمل طور پر سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے لیے پلان کیا ہے، وہ میری تقدیر میں لکھا ہے، اس کے علاوہ خوشی کی حالت میں خوب شکر ادا کرتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ مومن خوشحالی میں شکر ادا کر کے اجر پاتا ہے۔

ہمارے بچے اکثر گھروں میں ایسے جملے سنتے رہتے ہیں۔ اس لیے اچھی اور بری قسمت پر بات کر کے ان کو واضح کیا جائے کہ یہ تصور درست نہیں۔

ان سب باتوں سے ایک اہم بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ نے ہمارے اختیار میں نہیں دیے ان کے بارے میں زیادہ

سوچنا پسندیدہ نہیں۔ ہمیں تو ان کاموں کی فکر کرنا چاہیے جو ہمارے اختیار میں ہیں۔ ان کے بارے میں سوچیں کہ ہم نے عمل کیے یا نہیں۔ ہم نے تو پوری زندگی میں صرف قرآن وسنت کی پیروی کرنی ہے۔ جو کام رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے خوشی اور غم میں، ہم نے ویسے ہی کرنے کی کوشش کرنی ہے، کیونکہ وہ ہی طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اسی سے آخرت اچھی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

بچو! تقدیر پر ایمان لانے کے فوائد کیا ہیں؟ (بچوں کو سوچنے دیں)

1. تقدیر پر ایمان لانے سے ہم اللہ تعالیٰ پر اور بھروسہ کرنے لگتے ہیں۔
2. اگر ہماری کوشش سے ہمیں کوئی اچھی چیز مل جائے تو پھر ہم فخر محسوس نہیں کرتے کہ یہ کام تو میری عقل اور محنت سے ہوا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھول سکتے ہیں۔ اپنی سی کوشش کر کے نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔
3. جیسے بھی انسان پر حالات گزریں گے تو وہ مطمئن رہے گا۔ ہر چھوٹی بڑی بات پر پریشان نہیں ہوگا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔ بلکہ پریشانی میں صبر کرتے ہوئے دعا کرے گا۔ اور یہ سعادت مومن کے سوا کسی کو میسر نہیں، یعنی اگر اسے کوئی خوشی ملے تو وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور پھر یہ خوشحالی اس مومن کے لیے برکت و بھلائی بن جاتی ہے۔ اور اگر وہ کسی بدحالی اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو وہی تکلیف اس کے لیے باعث خیر و برکت بن جاتی ہے۔ (مفہوم حدیث: صحیح مسلم:7692)

یہ حدیث استاد بہت اچھے انداز سے سنا کر سبق ختم کرے تا کہ بچے اثر لے کر اٹھیں۔

سبق نمبر 11 جنت/دوزخ

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - قرآن وحدیث کی روشنی میں جنت اور دوزخ کے بارے میں حق جان لے۔
  - اس بات کی سمجھ آ جائے کہ ہر انسان کو اللہ کے **فضل** سے جنت اور اس کے اعمال کے بدلے میں دوزخ ملے گی۔
  - جنت اور دوزخ پر ایمان لانے کا فائدہ سمجھ لے۔

- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - جنت
  - دوزخ

- **سبق کا دورانیہ: 45 منٹ**
- **درکار اشیاء:** قرآن مجید, فلیش کارڈز۔

- **رہنمائی برائے اساتذہ:**
  - اس سبق میں عقیدہ صحیحہ اور عقیدہ فاسدہ کے نتائج پر بات ہوگی۔ اس سبق کے دوران استاد اس بات پر ضرور نظر رکھے کہ اگر کچھ تصورات کی پختگی میں کمی رہ گئی ہو تو ان کی اصلاح کر دے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔(استاد مسکرا کر بچوں سے حال پوچھے)

پچھلے سبق کی دہرائی: بچو! اللہ تعالیٰ نے کیا کیا چیزیں ہمارے لیے پلان کر کے بھیجی ہیں؟ کن کن کاموں کو ہمارے اختیار میں دیا ہے؟ بچوں سے مثالیں بھی لیں۔

بچو! ہم نے ایمانیات کے بارے میں کیا پڑھا تھا؟ تقدیر کیا ہے؟ ''اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے وہ اصول جن کے ذریعے کائنات کا سارا نظام چل رہا ہے''۔ ہر انسان کی تقدیر اللہ تعالیٰ نے اس کے پیدا ہونے سے پہلے لکھ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین منصوبہ بندی کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے۔ تقدیر پر انسان کا اختیار نہیں لیکن کچھ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اختیار میں دیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اس کی بات ماننا یا نہ ماننا۔ پھر ان اچھے کاموں یا برے کاموں کے بدلے ہمیں کیا ملے گا؟

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے آخرت میں دو جگہیں بنائی ہیں۔ کسی کو معلوم ہے وہ کون سی ہیں؟ ان کے نام کیا ہیں؟ جی ہاں! جنت اور دوزخ۔

آج ہم جنت اور دوزخ کے بارے میں پڑھیں گے۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند اور دوسری چیزیں بنائی ہیں اسی طرح ہمیں پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ بھی بنائے ہیں۔ اس کے بارے میں ہمارا عقیدہ یعنی set of beliefs کیا ہے؟

- اچھے کاموں کے بدلے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی اور قیامت کے دن ان کو دے گا جنھوں نے اس کی بات مانی۔
- اسی طرح جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانی اور اپنی مرضی کی تو ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے جو جگہ بنائی ہے اس کو دوزخ یا جہنم کہتے ہیں۔

اس بات پر ہمارا ایمان بھی ہے اور ہماری عقل بھی اس بات کو مانتی ہے کہ اچھے اور برے کاموں کی جزا اور سزا ملے گی۔

استاد بچوں کو جنت اور دوزخ کا اعتدال کے ساتھ تصور دے۔

بچو! پہلے ہم دوزخ کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ دوزخ میں کون لوگ جائیں گے۔ وہ لوگ جن کا عقیدہ خراب اور ایمان کمزور ہوگا اور انھوں نے وہ کام کیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کو بالکل بھی اچھے نہیں لگتے۔ بس انھوں نے اپنی مرضی کے کام کیے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کا خیال نہیں کیا۔ غلط کام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی نہیں مانگی ہوگی۔ مثلاً کونسے؟

1. **شرک۔** جیسے ہم نے خاکہ میں دیکھا تھا۔(شرک کی چند مثالیں دیں)
2. **تکبر کرنا۔** اپنے آپ کو بڑا سمجھنا کہ میں بہت ذہین ہوں۔ مجھے سب کچھ آتا ہے، میرے پاس سب کچھ میری اپنی کوشش کی

وجہ سے ہے۔

3. نماز نہ پڑھنا۔ اگر پڑھی بھی تو لوگوں کو دکھانے کے لیے یا امی ابو کے ڈر سے۔

4. جھوٹ بولنا۔

5. کسی کو دھوکہ دینا ۔

6۔ امی ابو کی بات نہ ماننا وغیرہ۔

جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہت ناراض ہوتا ہے۔ پھر غلط کام کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی بھی نہیں مانگتے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔ غلط کام کرنے کے بدلے میں ان کو کیا ملے گا؟ دوزخ۔

کسی کو معلوم ہے کہ دوزخ کیسی ہوتی ہے؟ بہت ہی بری جگہ۔ وہاں کیا ہوگا؟ جی ہاں! آگ ہی آگ ہوگی۔ دنیا کی آگ سے 69 درجہ زیادہ گرم۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔

﴿هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ﴾ (سورہ طور: 14)

"دیکھو! یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے"

جو لوگ اس بات کا یقین نہیں کرتے کہ دوزخ کی آگ ہے۔ جن کا عقیدہ کمزور ہے وہ اپنے آپ کو اس آگ سے بچانے کے لیے اچھے کام نہیں کرتے۔ ہر کام میں اپنی مرضی کرتے ہیں۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا گھر دوزخ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی لوگوں کو اس آگ کے بارے میں خبردار کیا۔ دوزخ میں کھانے کو کیا ملے گا؟ بہت کڑوا اور کانٹوں والا بدبودار کھانا ملے گا جو گلے سے نہیں اترے گا۔ گرمی کی وجہ سے جب پیاس لگے گی تو کھولتا ہوا پانی اور زخموں کا دھوون پینے کو ہوگا۔ وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ انھیں کبھی موت نہیں آئے گی اور وہاں وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی ہوتی یعنی ان کی بات مانی ہوتی۔

اگر یوں محسوس ہو کہ بچے زیادہ ڈر رہے ہیں تو چند اہم باتیں بتا کر دوزخ کے ذکر پر سے گزر جائیں۔ یہ یاد رکھیں کہ ہمارے معاشرے میں بچوں کو ہر بات پر جہنم سے ڈرایا جاتا ہے۔ اس لیے بچوں کو جہنم کے بارے میں واضح حقائق بتانا ضروری ہیں۔

یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کے ذریعے لوگوں کو بتائی ہیں۔ اسی لیے ہمیں اپنے عقیدہ کو بہت مضبوط کرنا ہے۔ پھر قرآن میں جنت اور دوزخ کے بارے میں بار بار بتایا گیا ہے۔ کیوں؟ (بچوں کو بتانے دیں) تاکہ ہم اپنے عقیدہ کی گرہ کو مضبوط

کریں، اچھے اعمال کریں، ایمان بڑھائیں، اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور جنت میں جا سکیں۔ آمین!

- اسی لیے ہمیں ایک دعا سکھائی گئی:

﴿ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ (البقرۃ:201)

''یا اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ سے بچا۔''

اللہ تعالیٰ تو بہت مہربان ہے۔ وہ انسانوں سے بہت محبت کرتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ انسان غلط کام کرے اور اس کے بدلے میں اس کو سزا ملے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے لوگوں کو خبردار کر دیا ہے تاکہ لوگ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچا سکیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قُوا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا ﴾ (التحریم:6)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔''

قرآن مجید کھول کر دکھائیں اور بچوں سے پڑھوائیں۔

یعنی خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی ایسے کام نہ کرنے دو، جو غلط ہیں اور جن کی وجہ سے دوزخ میں جانا پڑے۔ جہنم کی آگ سے بچو۔ اسی طرح سارے انبیاء، رسولوں نے بھی اپنی اپنی امتوں کو جہنم کی آگ سے بچنے کے بارے میں بتایا اور رسول اللہ ﷺ نے دعا بھی سکھائی:۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّار۔ اے اللہ مجھے آگ سے بچا۔

- تو ہمیں کیا کرنا ہے؟ ہمیں اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے غلط کاموں سے بچنا ہے۔ اور دعا بھی مانگنی ہے۔ اپنا ایمان مضبوط کرنا ہے۔ اور جب ہمارا ایمان مضبوط ہوگا تو ہم کیسے کام کریں گے؟ جی ہاں! اچھے کام، وہ تمام کام جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ہیں۔

- جو لوگ اچھے کام کریں گے پھر وہ آخرت میں کہاں جائیں گے؟ جنت میں یہ ان کا انعام ہے جو ان کے اچھے کاموں کے بدلے میں ملے گا۔

- جنت کا مطلب کیا ہے؟ جنت عربی زبان میں باغ کو کہتے ہیں۔ باغ کیسے ہوتے ہیں؟ خوبصورت۔ وہاں کیا ہوتا ہے؟ درخت، پھول، پھلوں کے درخت، نہریں۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ جنت ایسی جگہ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوگی اور نہ کوئی اس کے بارے میں تصور کر سکتا ہے۔ یعنی سوچ بھی نہیں سکتا کہ جنت کیسی ہوگی۔

جنت کے بارے میں بتاتے وقت استاد کے چہرے پر مسکراہٹ ہو اور جنت کے اثرات کو محسوس کرے۔

قرآن اور حدیث سے ہمیں جنت کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت کے بارے میں بہت تفصیل سے بتایا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ جنت کیسی ہوگی؟ جنت بہت ہی خوبصورت جگہ ہے۔ جو بہت بڑی ہے زمین اور آسمان سے بھی زیادہ بڑی ہے۔ وہاں ہر طرح کی نعمتیں ہوں گی جو بھی انسان چاہے گا اس کو ملے گا۔

وہاں کے گھر کیسے ہوں گے؟ سونے اور چاندی سے بنے ہوئے گھر۔ (محلات) جن میں موتی لگے ہوں گے، سونے اور چاندی کے برتن ہوں گے۔ وہاں لوگ ہمیشہ جوان رہیں گے، موت نہیں آئے گی ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

جنت کے پھل کیسے ہوں گے؟ جنت میں ہر طرح کے پھل ہوں گے۔ لیکن کھجور، انار، انگور کے درخت بہت زیادہ ہوں گے اور جس کا جو پھل کھانے کو دل چاہے گا وہ اس کے پاس آ کر جھک جائے گا اور وہ اس کو توڑ کر کھا لے گا۔ اور یہ پھل ہمیشہ تازہ رہیں گے کبھی بھی خراب نہیں ہونگے۔ ہر موسم کا پھل ہوگا۔

جنت میں پینے کو کیا ملے گا؟ جنت میں میٹھے پانی کی خوش ذائقہ مزیدار دودھ اور شہد کی نہریں بہ رہی ہوں گی۔ اور ان کا رنگ اور ذائقہ ہمیشہ ایک جیسا رہے گا۔ خراب نہیں ہوگا۔ نہر کوثر جنت کی سب سے بڑی اور اعلیٰ نہر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا تحفہ ہے اور اس میں سے رسول اللہ ﷺ جس کو پانی پلائیں گے پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

جنت اور جہنم کے بارے میں بتاتے وقت اپنے جذبات اور body language کے استعمال سے وضاحت کریں لیکن کوئی ایسا فلیش کارڈ نہ بنائیں جن میں یہ چیزیں بنی ہوئی ہوں۔
یہ یاد رکھیں نہرِ کوثر جنت میں ہے اور حوضِ کوثر میدانِ حشر میں ہوگا۔

جنت کے لوگوں کا لباس اور زیورات کیسے ہوں گے؟ باریک ریشم یعنی نرم سلک کے کپڑے اور سونے چاندی کے زیورات جس میں خوبصورت موتی لگے ہوں گے۔

فرشتے ان کو سلام کریں گے۔ جب وہاں لوگ آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو بھی سلام کریں گے اور ہر بات ختم ہونے پر الحمد لله رب العالمین کہیں گے۔

سب سے خوشی کی بات کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور ایک زبردست انعام جو ان کو ملے گا وہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ جس کے آگے سب نعمتیں کم لگیں گی۔

استاد بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرے۔ بچوں کو ویسے بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔

جنت کے بارے میں ہمیں اتنی ساری باتوں کا علم ہو گیا ہے تو اب ہم سب کا دل کیا چاہتا ہے کہ ہمیں بھی جنت ملے، ہم بھی جنت میں جائیں۔ تو اس کے لیے کیا کرنا ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں) اپنے عقیدہ کو درست اور ایمان کو مضبوط کرنا ہے اور ہر کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کرنا ہے۔

اس بات کا ہمیں پکا یقین ہونا چاہیے کہ اچھے کاموں کے بدلے جنت ملے گی یعنی وہ کام جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ جو جتنے زیادہ اچھے کام کرے گا اس کو جنت میں اتنی اچھی جگہ ملے گی۔ انسان اپنی جنت خود بناتا ہے۔ وہ کیسے؟ مثلاً ہم جتنی دفعہ **سبحان اللہ** پڑھتے ہیں اتنے ہی جنت میں ہمارے لیے درخت لگتے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت میں اللہ تعالیٰ نے موتی کا محل بنایا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی۔ انھوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور پھر ساری زندگی وہی کام کیے جو اللہ تعالیٰ کو پسند تھے۔ حالانکہ اس کام میں ان کو بہت زیادہ تکلیفیں بھی اٹھانا پڑیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان بھی اتنا مضبوط تھا کہ انھوں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کام کیے، خواہ کتنی ہی مشکلات پیش آئیں۔

جنت اور دوزخ پر ایمان لانے کا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ (بچوں کو جواب دینے دیں)۔ ہم اپنے آپ کو دوزخ میں لے جانے والے کاموں سے بچائیں گے اور جنت میں لے جانے والے کام کریں گے۔ لیکن یہ اس وقت ہو گا جب ہمارا عقیدہ اور ایمان مضبوط ہو گا۔ تب ہی ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کام کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ مثلاً

1. **پانچ وقت کی نماز پڑھنا۔** صبح کے وقت چاہے نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنے کو دل نہ بھی چاہے، جب ہمیں یہ یاد رہے گا کہ جنت میں جانے والا کام کرنا ہے تو فوراً اٹھ کر پڑھیں گے۔
2. **زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھنا، زبانی یاد کرنا۔** یہ ایمان کہ اللہ تعالیٰ کہے گا قرآن مجید پڑھتے جاؤ اور اوپر چڑھتے جاؤ۔ جس کو جتنا زیادہ قرآن مجید یاد ہو گا اس کو اتنا ہی بلند درجہ ملے گا۔
3. **زیادہ سے زیادہ سلام کرنا۔** جنت میں فرشتے بھی سلام کریں گے اور جنتی بھی ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سلام پھیلاؤ'' یعنی کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔
4. **دین کا علم سیکھنا۔** جتنا زیادہ ہم دین کے بارے میں علم حاصل کریں گے، قرآن اور حدیث سیکھیں گے، اتنا ہی زیادہ ہمیں جنت میں جانے والے کاموں کے بارے میں علم ہو گا۔ پھر ان شاء اللہ ہم وہ کام کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔

5. **صبر اور شکر کرنا۔** بیماری میں صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرنا۔

6. **اچھی طرح وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا۔**

7. **غصے پر کنٹرول کرنا۔**

ان کاموں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ناموں پر ایمان رکھتے ہوئے انہیں یاد کرنا۔ استغفار پڑھنا، امی ابو کی بات ماننا وغیرہ۔

- یہ سارے اچھے اچھے کام ہم خود بھی کریں گے اور دوسروں کو بھی بتائیں گے، جو شخص جتنے اچھے کام کرے گا، جس کا ایمان جتنا زیادہ مضبوط ہوگا، اللہ کے فضل سے اس کو جنت میں اتنی ہی زیادہ اچھی جگہ ملے گی۔
- ہمیں ان کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے لیے جنت مانگنی بھی چاہیے۔

دعا:۔**اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ الفِرْدَوْس** .اے اللہ! میں آپ سے جنت فردوس کا سوال کرتا ہوں۔(صحیح البخاری:7423)

رَبِّ ابْنِ لِی عِنْدَ کَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنانا۔(التحریم:11)

- اچھا تو بچو! اب میں آپ کو ایک اور بات بتاتی ہوں کہ اہل جنت (جنت والے) اور اہل جہنم (جہنم والے) وہاں آپس میں ایک دوسرے سے باتیں بھی کریں گے۔ وہ کیا کہیں گے؟ اہل جنت اہل جہنم سے پوچھیں گے:

اہل جنت:۔ تمہیں کون سی چیز جہنم میں لے گئی؟

اہل جہنم:۔ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور ہم بیہودہ باتوں میں لگے رہنے والوں کے ساتھ بیہودہ باتوں میں لگے رہتے تھے اور ہم روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔(المدثر:46-43)

یعنی جنت والے جہنم والوں سے پوچھیں گے کہ تم نے کیا کیا کہ تم جہنم میں ہو؟ تو وہ انھیں بتائیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ نماز پڑھنا کتنا ضروری ہے اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کے لیے۔ اور جب کوئی غریب جس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا وہ ہم سے کھانے کے لیے کچھ مانگتا تو ہم اسے نہیں دیتے تھے۔ کسی بھوکے کو کھانا نہ کھلانا، اس کی مدد نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے۔ اس کو یہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح اللہ اور رسول ﷺ کی باتوں کو ہم سچ نہیں سمجھتے تھے ہم ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ ہمیں سزا دے۔ اور ہمیں اس بات پر بھی یقین نہیں تھا کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہمیں برے کاموں کی سزا ملے گی۔ تو بچو اس سے کیا پتہ چلتا ہے کہ ان کا ایمان کمزور تھا۔ ان کا آخرت پر ایمان نہیں تھا۔ جنت دوزخ کا یقین نہیں تھا۔

جنت والے جہنم والوں سے کہیں گے۔ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدے کیے تھے وہ سارے کے سارے سچ ثابت ہوئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے اچھے کاموں کے بدلے جو جنت میں لے جانے کا وعدہ کیا تھا اور وہاں پر جو اچھی اچھی چیزیں ہمیں دینے کا

وعدہ کیا تھا۔ وہ سب وعدے اللہ تعالیٰ نے پورے کر دیے۔ ہمیں سب کچھ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا۔ یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

- تو بچو! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عقیدہ صحیح اور ایمان اتنا مضبوط تھا کہ دنیا میں ان پر جتنی بھی تکلیفیں آئیں، انھوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقدیر سمجھ کر ان پر صبر کیا۔ جو خوشیاں ملیں ان پر شکر کیا اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی ہر بات کو سچ مانا اور ان کی اطاعت کی، جس کا انھیں اتنا اچھا بدلہ ملا۔
- اب ہمیں بھی اپنا ایمان مضبوط کرنا ہے اپنے set of beliefs یعنی عقیدہ کی گرہ کو مضبوطی سے باندھ کر اللہ پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں اور فرشتوں پر، اچھی بری تقدیر پر اور آخرت کے دن پر ایمان لانا ہے۔

سبق کے اختتام پر تمام اسباق میں دیے گئے اہم اسباق کو دہرا لیں۔

آرٹ ایکٹوٹی

منارالاسلام

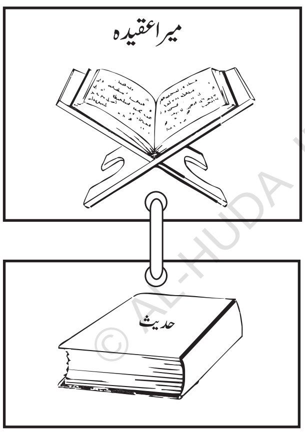
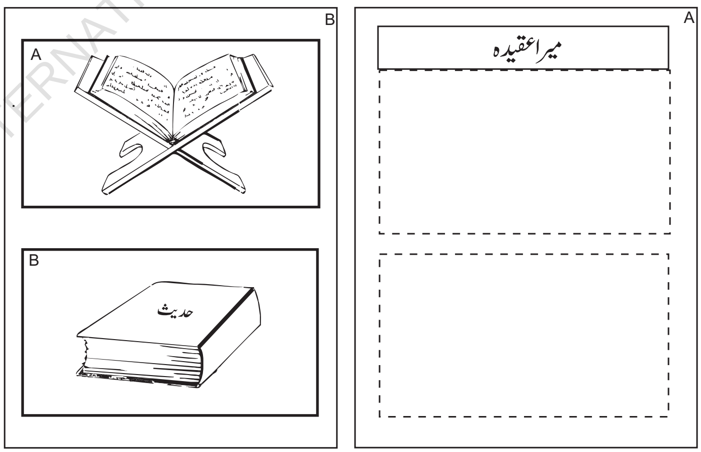
آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 1 : مسلمان کا عقیدہ



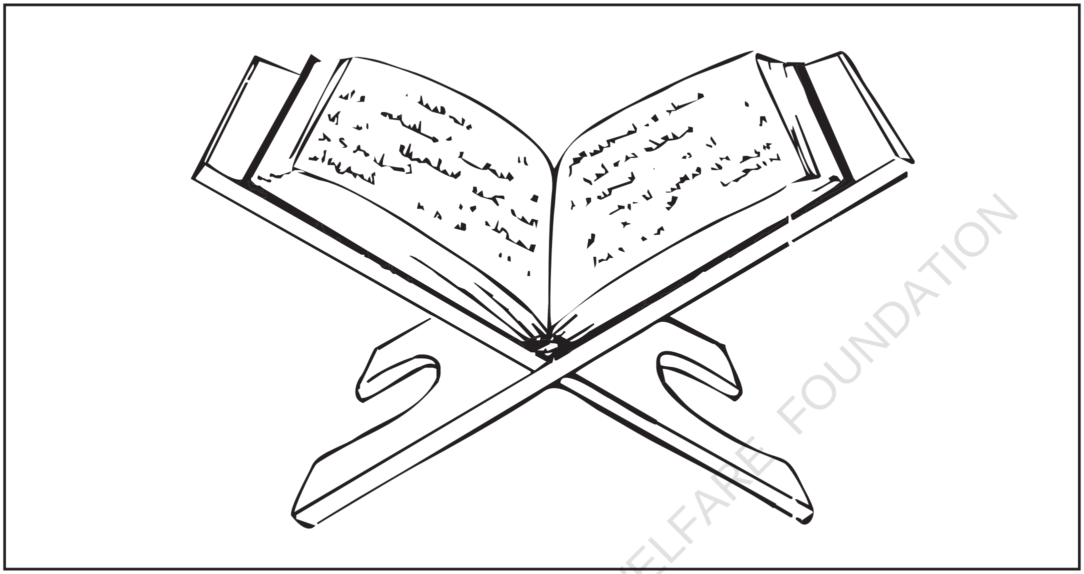
درکار اشیاء

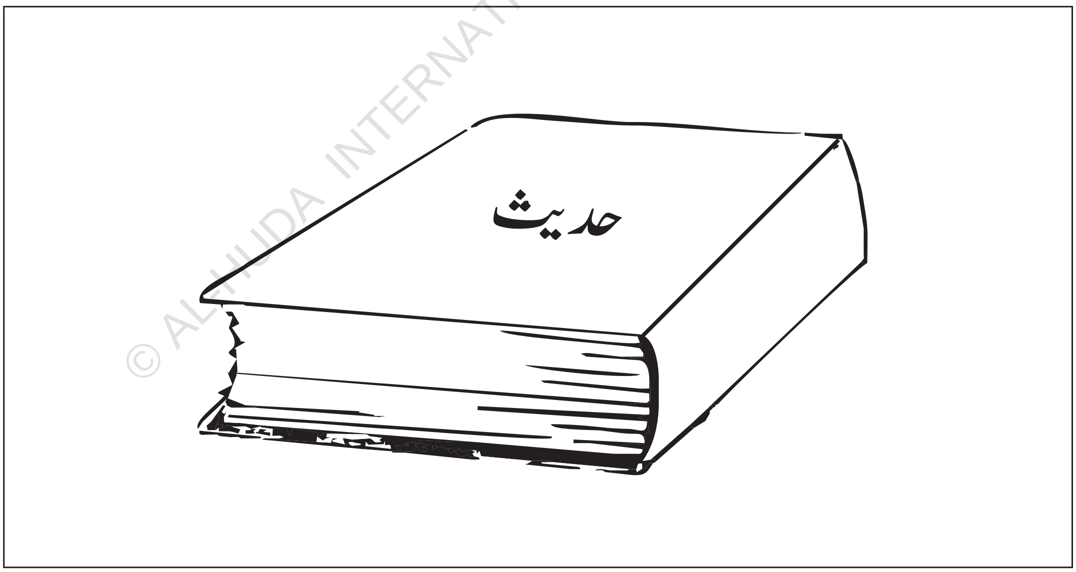
طریقہ کار:

1. فوٹو کاپی شدہ کاغذ B سے تصویریں کاٹ کر کاغذ A پر چپکائیں۔
2. دونوں تصویروں کو کاٹ لیں۔
3. پنچ مشین سے تصویر A میں نیچے کی طرف اور B میں اوپر کی طرف سوراخ کریں۔
4. سوراخوں میں سے ربن گزار کر دونوں کو جوڑ لیں۔

	
مکمل خاکہ	فوٹو کاپی شدہ کاغذ

میرا عقیدہ



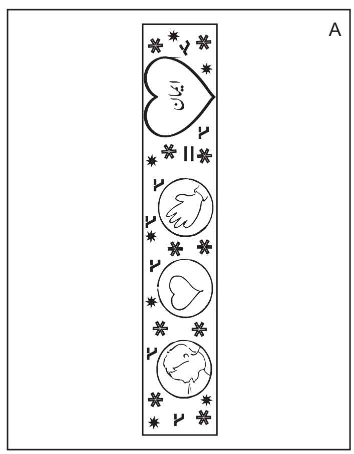
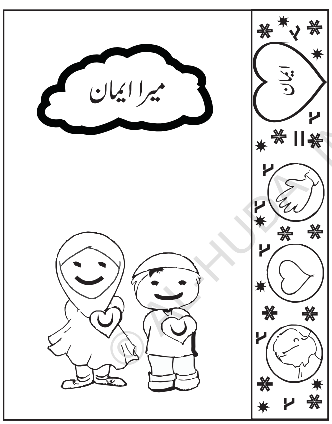

حدیث

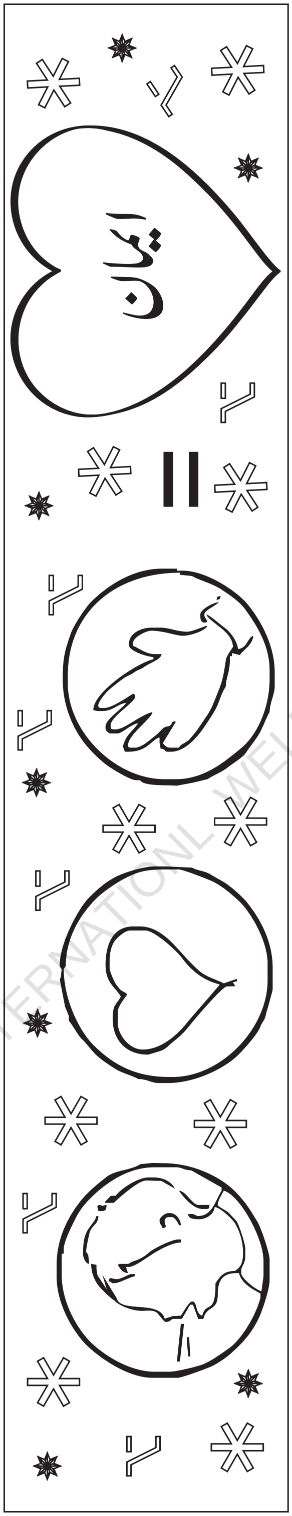
آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 2 : ہمیں ایمان کی ضرورت کیوں؟



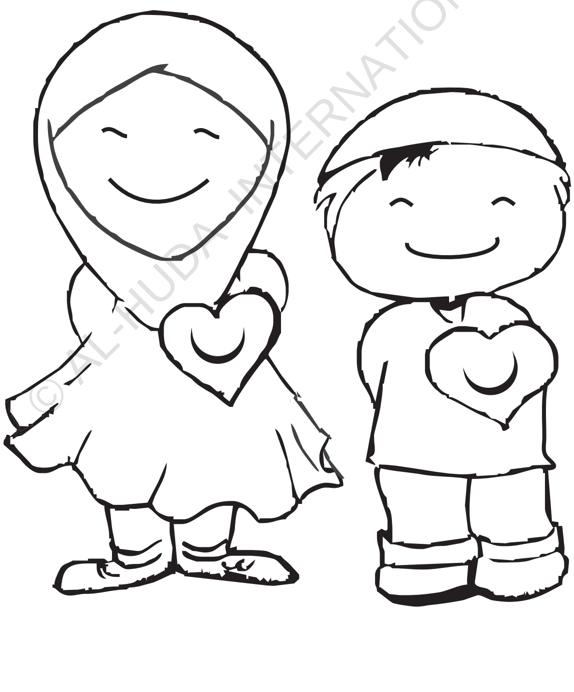
طریقہ کار:

1. فوٹو کاپی شدہ کاغذ لیں۔
2. فوٹو کاپی شدہ کاغذ A سے تصویر کاٹ کر کاغذ B پر چپکائیں۔
3. رنگ بھریں۔
4. سبق کے اہم نکات ساتھ ساتھ دہرائیں۔

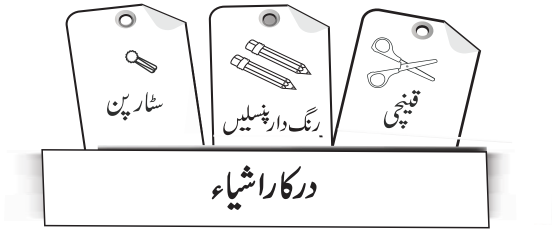
 	
فوٹو کاپی شدہ کاغذ	مکمل خاکہ


ایمان

میرا ایمان

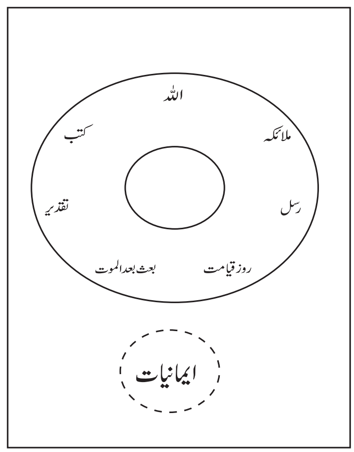


آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 3 : ایمانیات



طریقہ کار:

1. فوٹو کاپی شدہ کاغذ لیں۔
2. رنگ بھریں۔
3. دونوں دائروں کو کاٹیں ۔
4. سٹار پن سے ایمانیات والے دائرے کو بڑے دائرے پر جوڑیں۔

	
فوٹو کاپی شدہ کاغذ	مکمل خاکہ

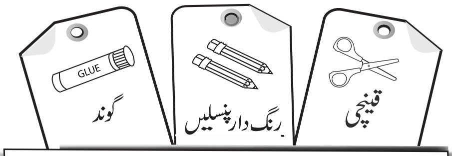


ایمانیات

آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 4 : ایمان باللہ

* رنگ بھریں۔

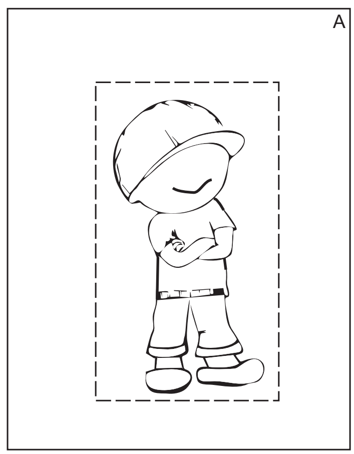
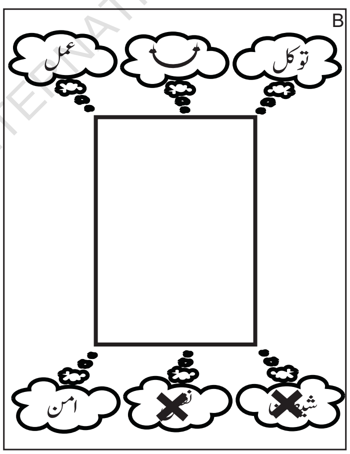




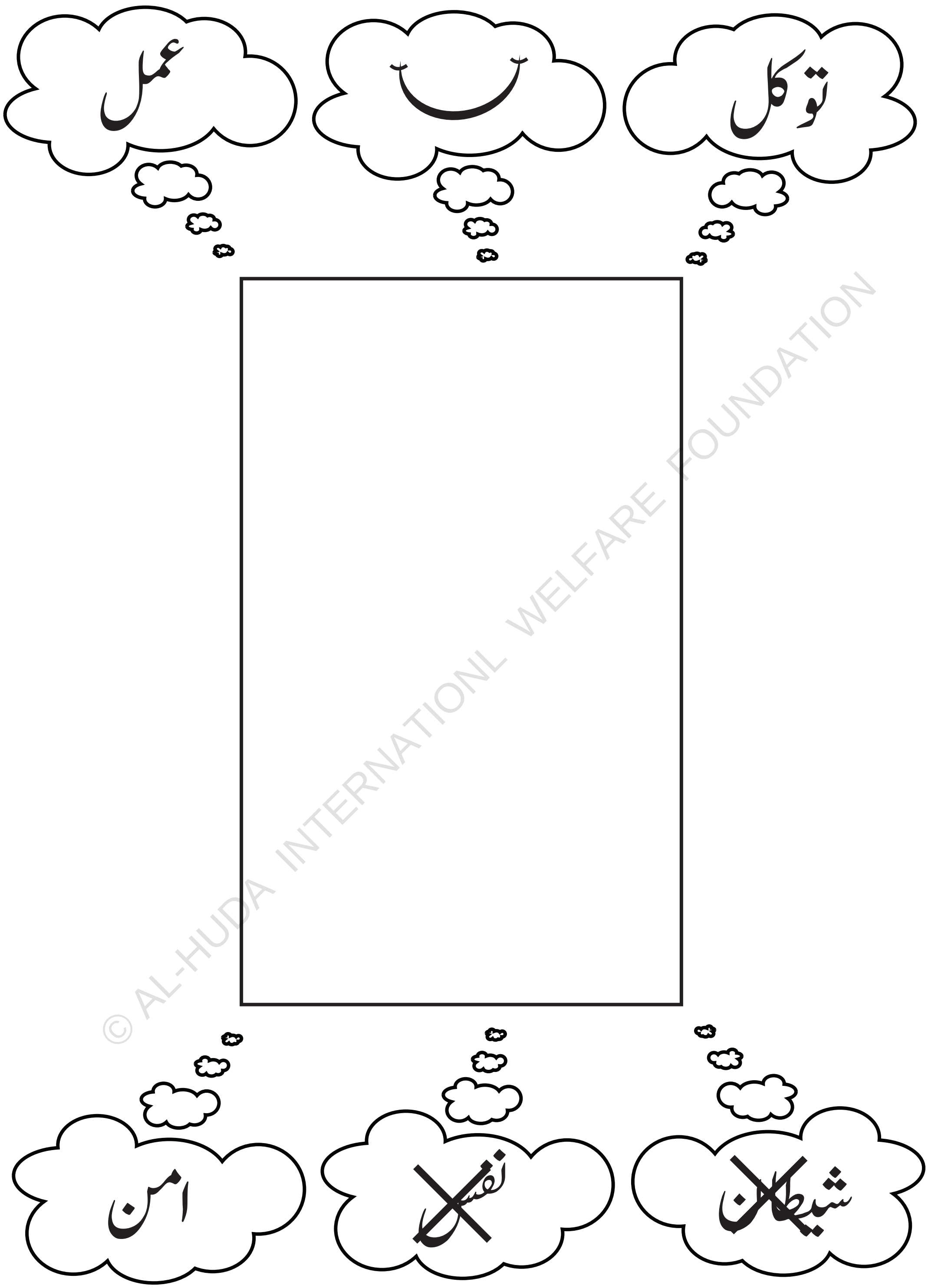
درکار اشیاء

طریقہ کار:

1. فوٹو کاپی شدہ کاغذ لیں۔
2. فوٹو کاپی شدہ کاغذ A سے تصویر کاٹ کر کاغذ B پر چپکائیں۔
3. رنگ بھریں۔
4. سبق کے اہم نکات ساتھ ساتھ دہرائیں۔

 	
فوٹو کاپی شدہ کاغذ	**مکمل خاکہ**

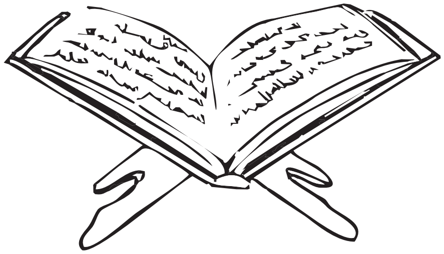



توکل
عمل
شیطان
نفس
امن

آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 6 : ایمان بالملائکہ

کالم ملائیں اور رنگ بھریں

کراماً کاتبین



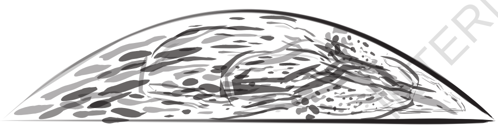
جبرئیل علیہ السلام



ملک الموت

صور

میکائیل علیہ السلام



اسرافیل علیہ السلام

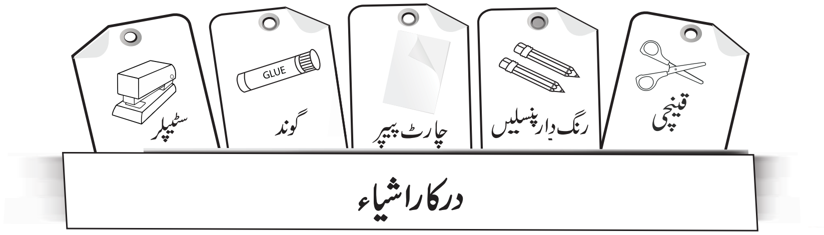


آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 7 : ایمان بالکتب

✱ رنگ بھریں کاٹیں اور بک مارک کے طور پر استعمال کریں

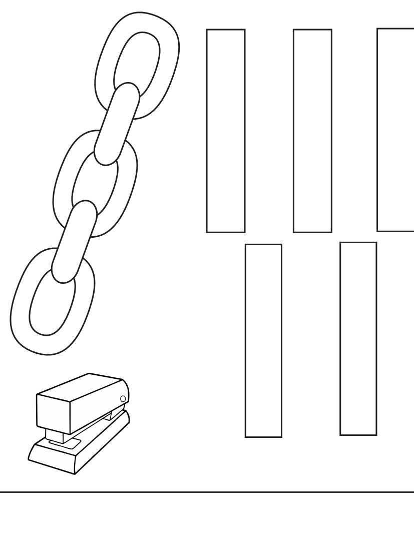


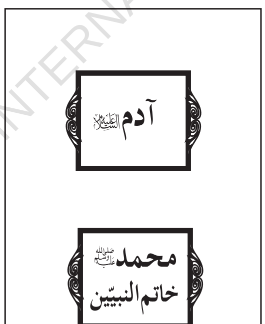
آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 8 : ایمان بالرُّسل



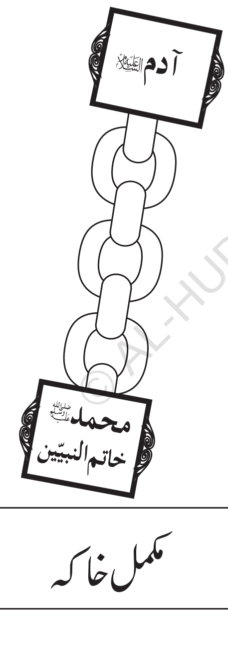
طریقہ کار:

1. چارٹ پیپر سے مستطیل (rectangle) پٹیاں کاٹیں۔
2. زنجیر کی شکل میں سٹیپلر کی مدد سے جوڑیں۔
3. ناموں میں رنگ بھریں اور کاٹ لیں۔
4. دیے گئے خاکے کے مطابق نام زنجیر کے سروں پر چپکائیں۔





فوٹو کاپی شدہ کاغذ



مکمل خاکہ

آدم علیہ السلام

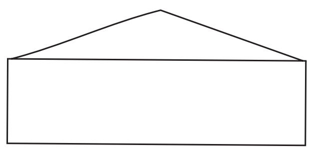
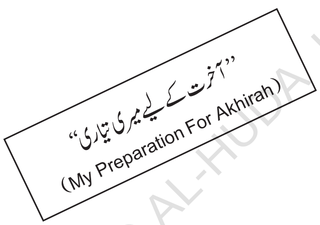
محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیّین

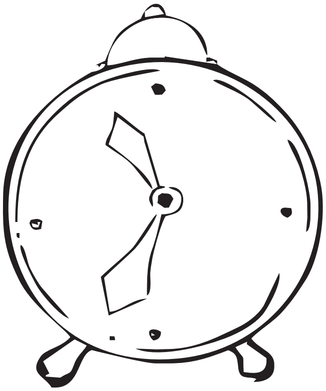
آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 9 : ایمان بالیوم الآخرۃ

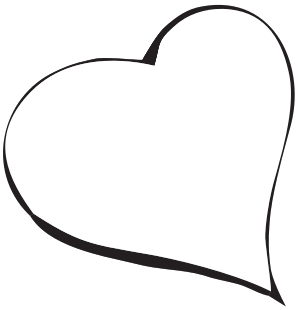
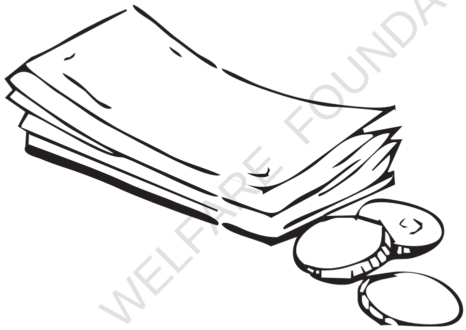
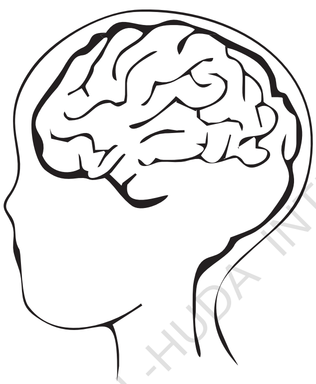
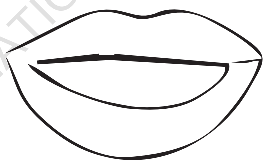


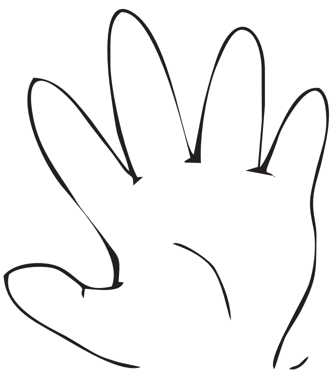
طریقہ کار:

1. فوٹو کاپی شدہ کاغذ لیں۔
2. تصویروں میں رنگ بھریں۔
3. ایک ڈاک والا لفافہ لیں جس پر لکھا ہو۔ ''آخرت کے لیے میری تیاری''(My Preparation For Akhirah)
4. بچوں کے ساتھ تبادلہ خیال کریں کہ وہ ان چیزوں کو آخرت کی تیاری میں کیسے استعمال کریں گے۔
5. کاغذ کو تہہ کر کے لفافے میں ڈال دیں۔

		
فوٹو کاپی شدہ کاغذ	ڈاک کا لفافہ	مکمل خاکہ

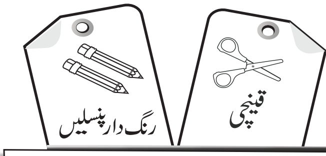


طاقت









آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 10: ایمان بالقدر



درکار اشیاء

طریقہ کار:

1. فوٹو کاپی شدہ کاغذ لیں۔
2. تصویر کاٹیں۔
3. انگلیاں ڈالنے کے لیے dotted دائروں کو کاٹیں۔
4. فنگر پپٹ تیار ہے۔



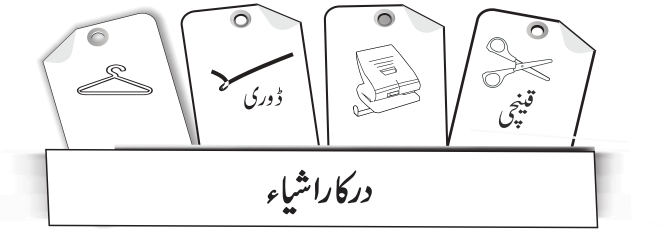
فوٹو کاپی شدہ کاغذ



مکمل خاکہ

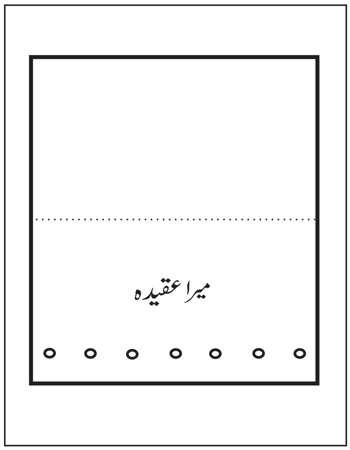
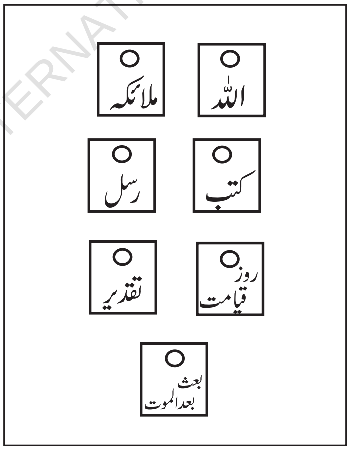
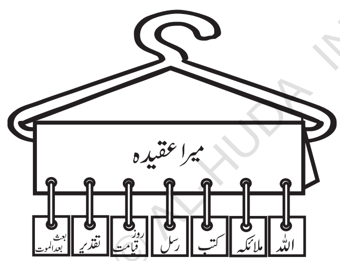

ALLAH
sent me
with
the Best Plan

آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 11: جنت/دوزخ



طریقہ کار:

1. فوٹو کاپی شدہ کاغذ A لیں اور اس پر سات سوراخ پنچ کریں۔
2. فوٹو کاپی شدہ کاغذ B لیں اور لیبل کاٹ لیں۔
3. تمام لیبل پنچ کریں۔
4. ڈوری کی مدد سے تمام لیبل کاغذ A کے ساتھ لٹکائیں۔
5. کاغذ کو دیے گئے خاکے کے مطابق ہینگر پر سے گزار کر سٹیپل کر دیں۔
6. اجزائے ایمان کی یاد دہانی کے لیے اپنے کمرے میں لٹکائیں۔

 	
فوٹو کاپی شدہ کاغذ	مکمل خاکہ

میرا عقیدہ

اللہ

ملائکہ

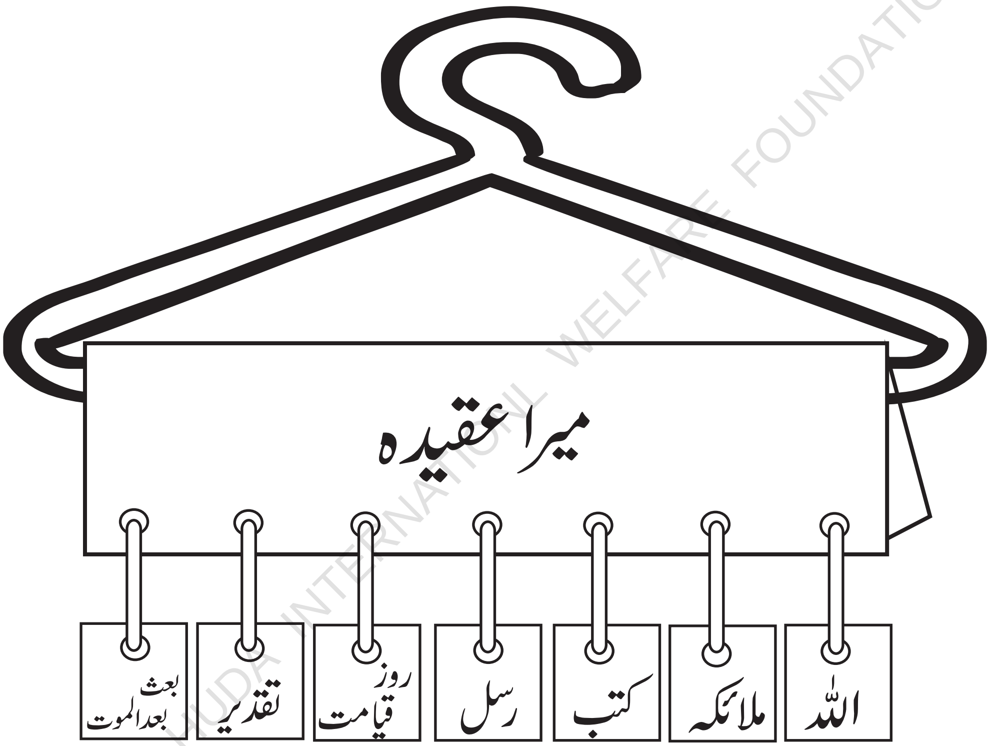
کتب

رسل

روز
قیامت

تقدیر

بعث
بعدالموت

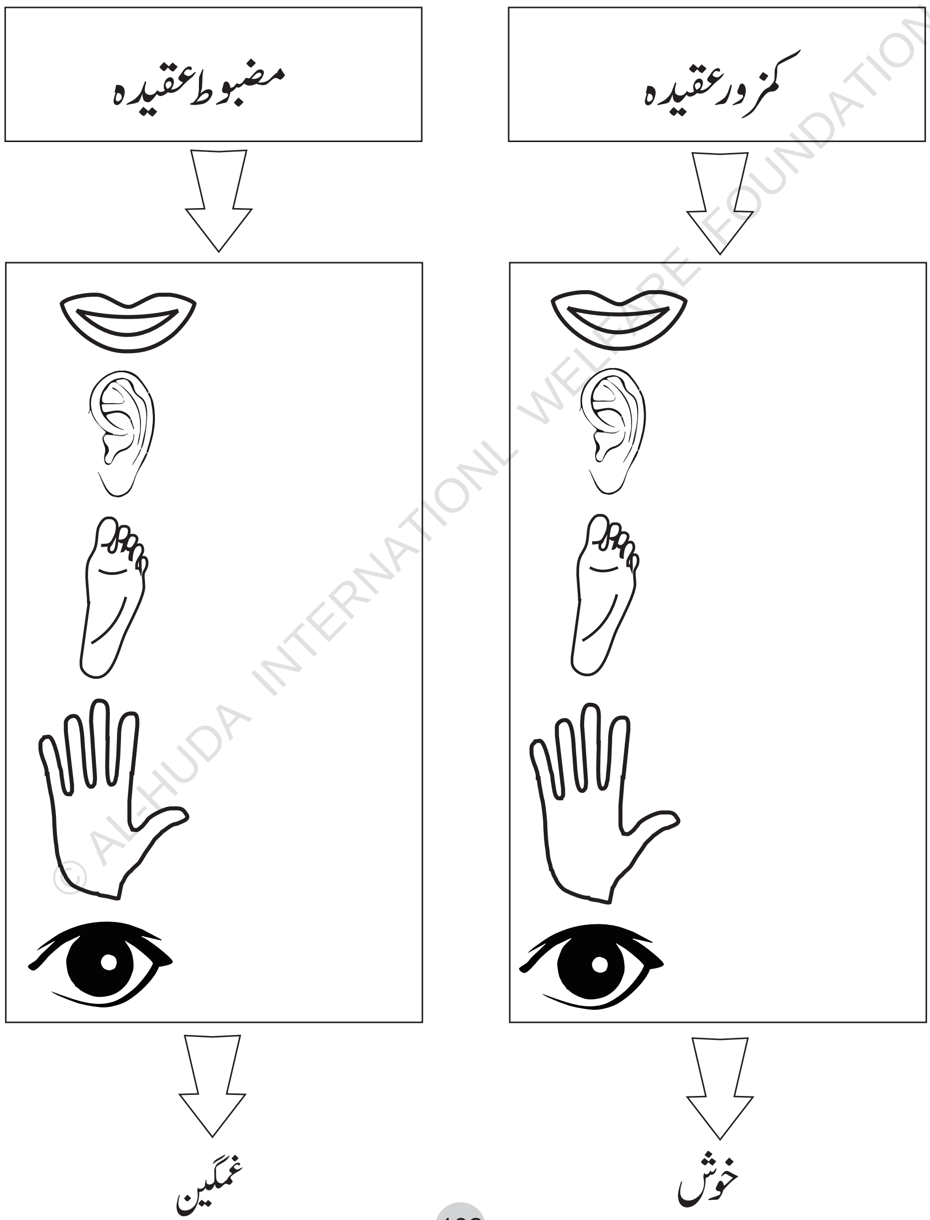

میرا عقیدہ
اللہ
ملائکہ
کتب
رسل
روز قیامت
تقدیر
بعث بعد الموت

آرٹ ایکٹوٹی

مصباح القرآن

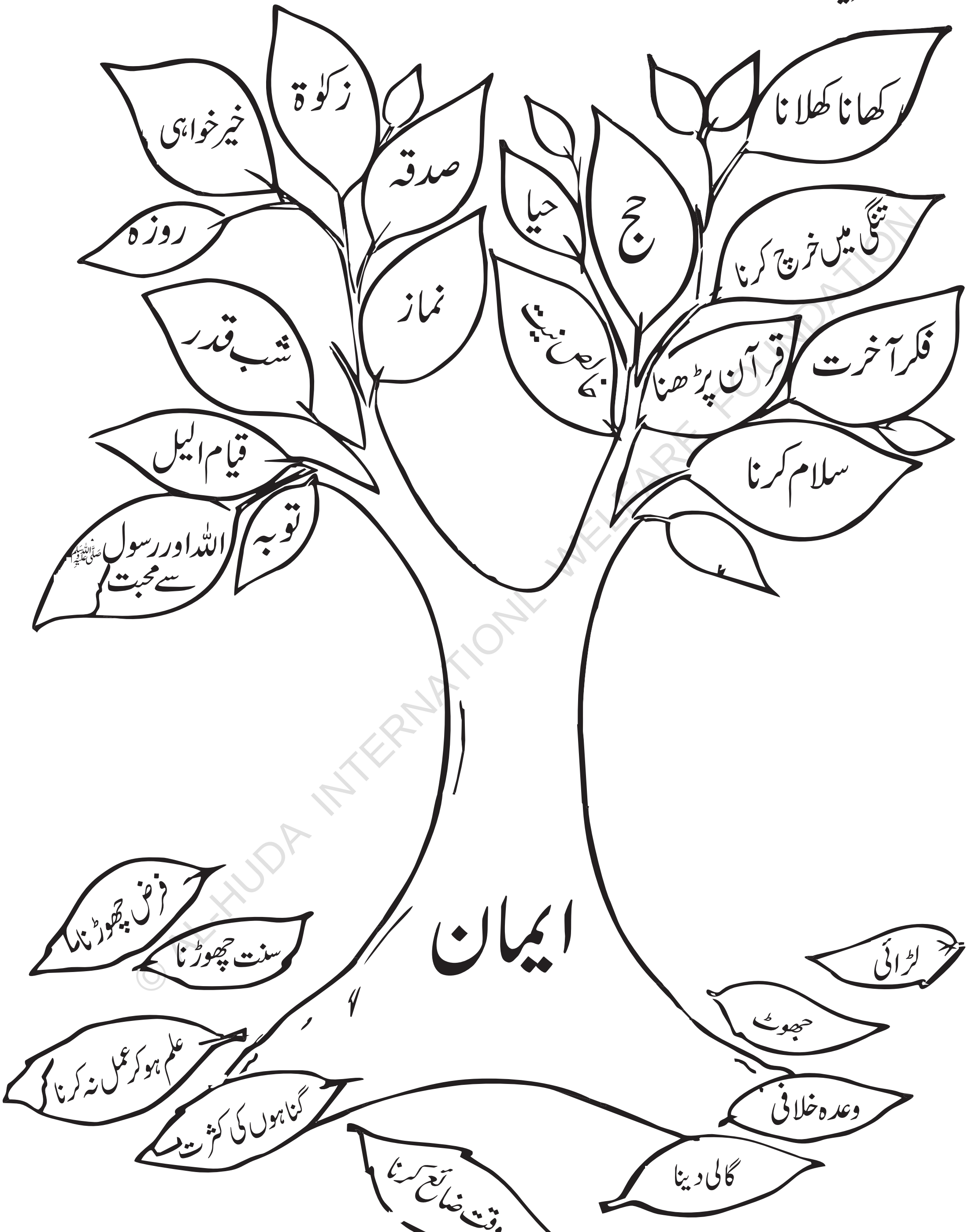
کمزور عقیدہ اور مضبوط عقیدہ رکھنے والے اپنے اعضاء سے کیا کیا کام لیتے ہیں مثالیں دیں۔

میرا عقیدہ



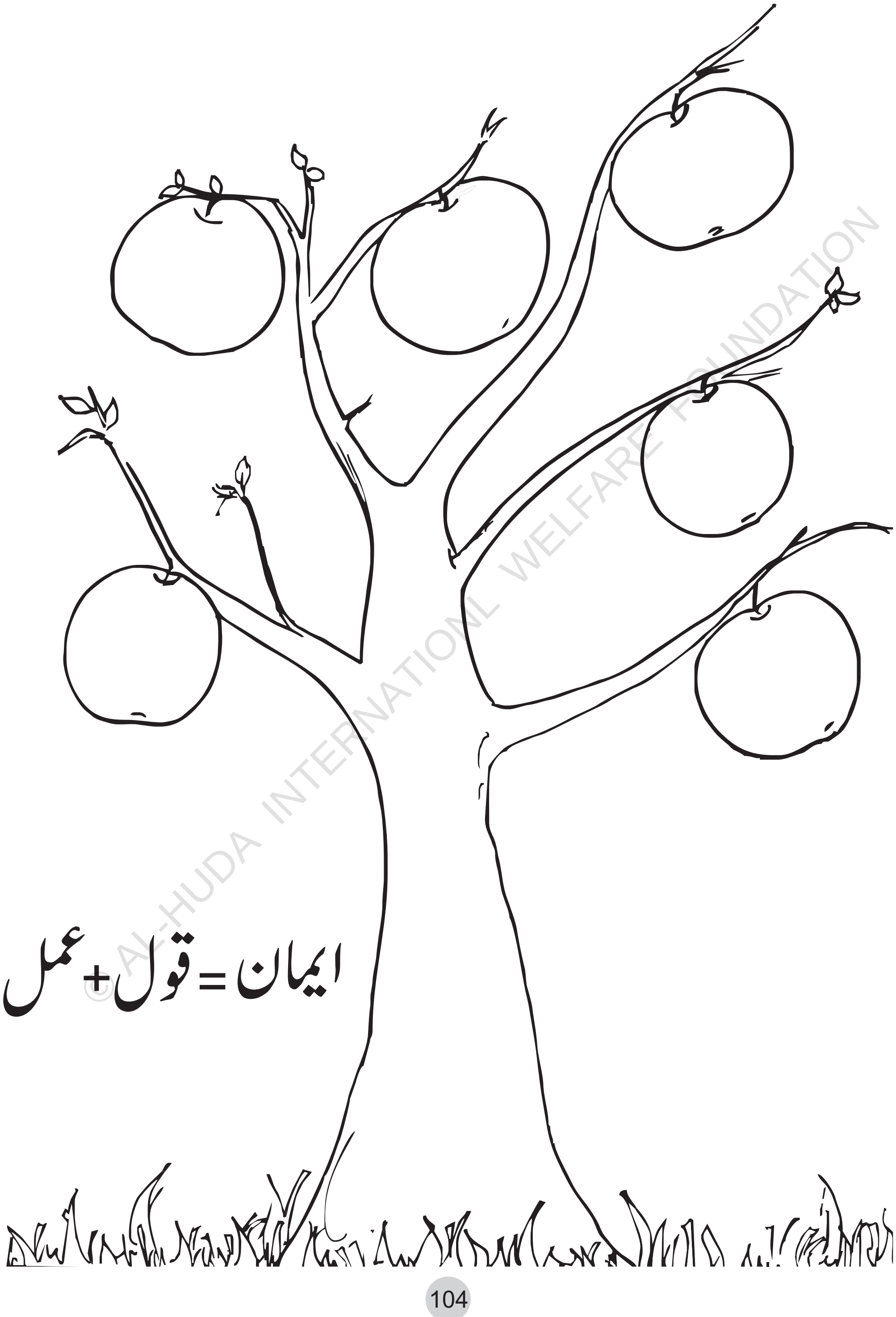
آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 2 : ہمیں ایمان کی ضرورت کیوں؟

رنگ بھریں



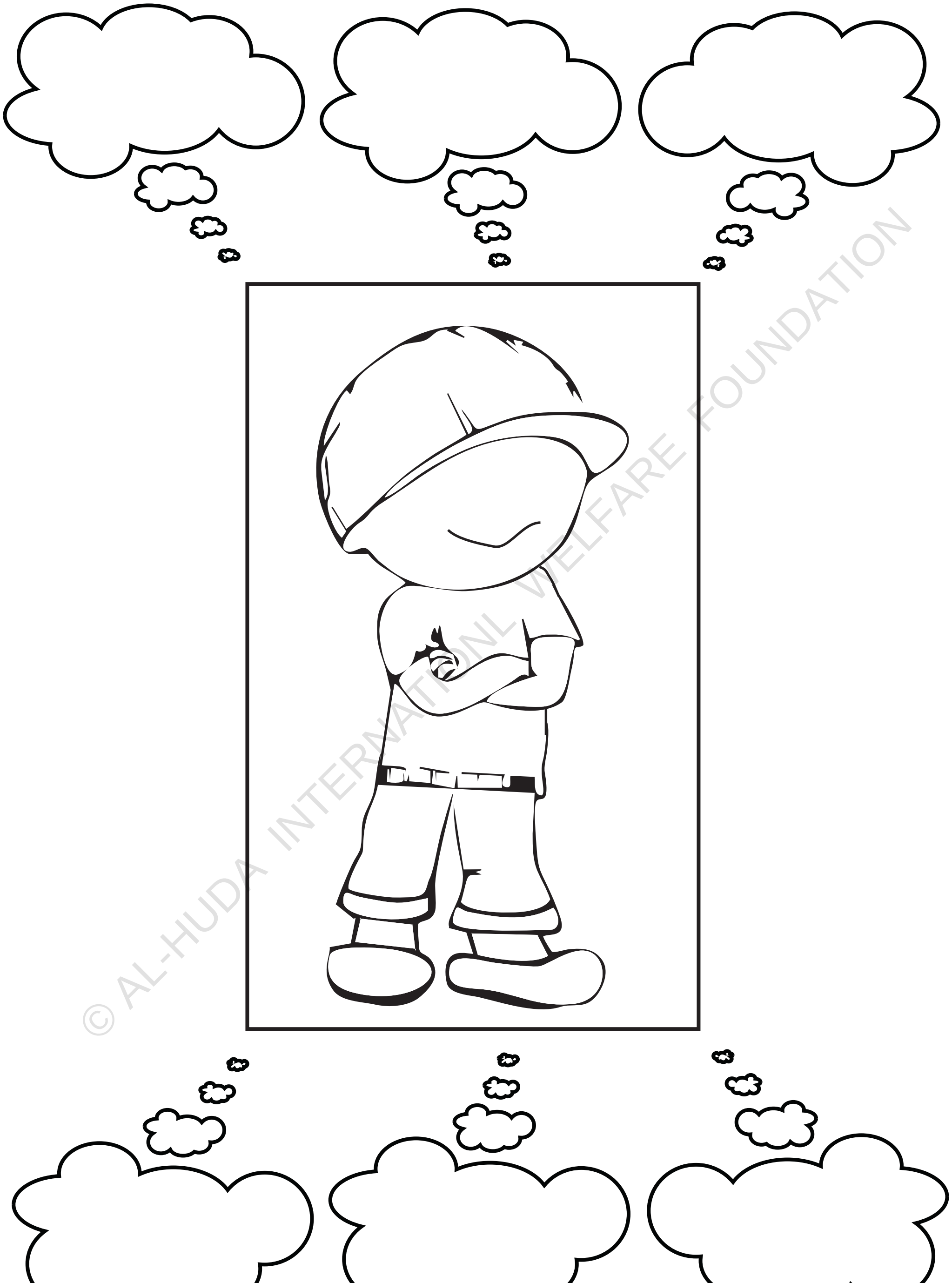
آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 3 : ایمانیات

پھلوں میں اچھے اعمال کی مثالیں دیں



آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 5 : ایمان باللہ کے فوائد

ایمان باللہ کے فوائد لکھیں



ورک شیٹ: سبق نمبر 6 : ایمان بالملائکہ

مندرجہ ذیل فقرات میں درست اور غلط کی نشاندہی کریں۔

1. فرشتے نور سے بنے ہیں۔
2. فرشتوں پر ایمان لانا ضروری نہیں۔
3. فرشتوں کے پر ہوتے ہیں اور وہ بہت مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں۔
4. فرشتوں کی تخلیق انسان کے بعد ہوئی۔
5. فرشتے کبھی کبھار انسانی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں۔
6. فرشتے سچے مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔
7. فرشتوں کی تعداد بے شمار ہے اور سب کو ان کی تعداد کا پتہ ہے۔
8. فرشتے نہ کام کرتے ہیں، نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں۔
9. فرشتے تمام کام اپنی مرضی سے سرانجام دیتے ہیں۔
10. جبرئیلؑ تمام مخلوق کو رزق پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔

آرٹ ایکٹوٹی: سبق نمبر 7 : ایمان بالکتب

رنگ بھریں اور آداب تلاوت لکھیں۔



ورک شیٹ : سبق نمبر 7 : ایمان بالکتب

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

1. الہامی کتابیں بھیجنے کا مقصد کیا تھا؟

2. کتنی الہامی کتابیں نازل ہوئیں؟

3. رسول اللہ ﷺ پر کون سی الہامی کتاب نازل ہوئی؟

4. ایمان بالغیب سے کیا مراد ہے؟

5. کس الہامی کتاب پر ہم سب کا ایمان لانا ضروری ہے؟

6. تورات کس پیغمبر پر نازل ہوئی اور کس زبان میں نازل ہوئی؟

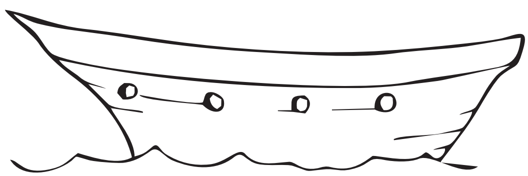
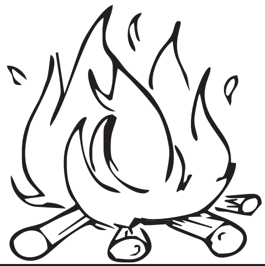
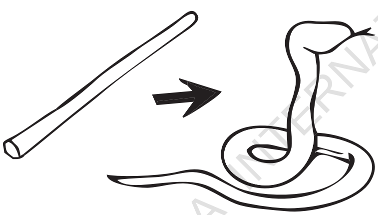
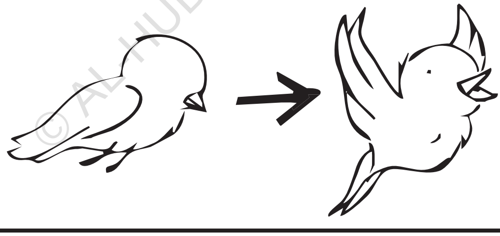
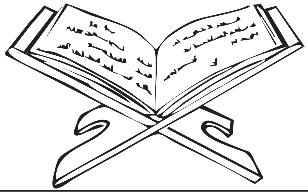
7. لفظ 'انجیل' کا کیا مطلب ہے؟

8. قرآن مجید کے کوئی سے دو اور نام تحریر کریں؟

9. قرآن مجید کن قوموں کے لیے اتارا گیا؟

10. حدیث کے مطابق بہترین شخص کون ہے؟

معجزات کے مطابق اولوالعزم پیغمبروں کے نام تحریر کریں۔

اولوالعزم پیغمبر






	انبیاء نے کیا کیا؟	میں کیسے کروں گی/ گا؟
1.	ابلاغ: اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچایا	
2.	سنت: انبیاء کرام عملی نمونہ تھے	
3.	تربیت: لوگوں کی اچھے اعمال کرنے میں مدد کی	
4.	مشکلات کا مقابلہ: مصائب، تکالیف، مذاق اور اذیتوں پر صبر کیا	

ورک شیٹ سبق نمبر8 : ایمان بالرُّسل

خالی جگہ پر کریں:

1. انبیاءکرام اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے لوگ تھے جنھیں لوگوں کی ------------ کے لیے بھیجا گیا۔

2. تمام انبیاءکرام نے لوگوں کو --------- کی تعلیم دی۔

3. اللہ تعالیٰ انبیاء سے ------------ کے ذریعے کلام کرتے ہیں۔

4. انبیاءکرام اپنی ---------- کی علامت کے طور پر معجزے دکھاتے۔

5. انبیاءکرام کو اپنے لوگوں سے بہت ----------- تھی۔

6. صرف ---------- فیصلہ کرتے ہیں کہ نبوت کس کو عطا کرنی ہے۔

7. بحیثیت مسلمان ہمارا سب ---------- پر ایمان لانا ضروری ہے۔

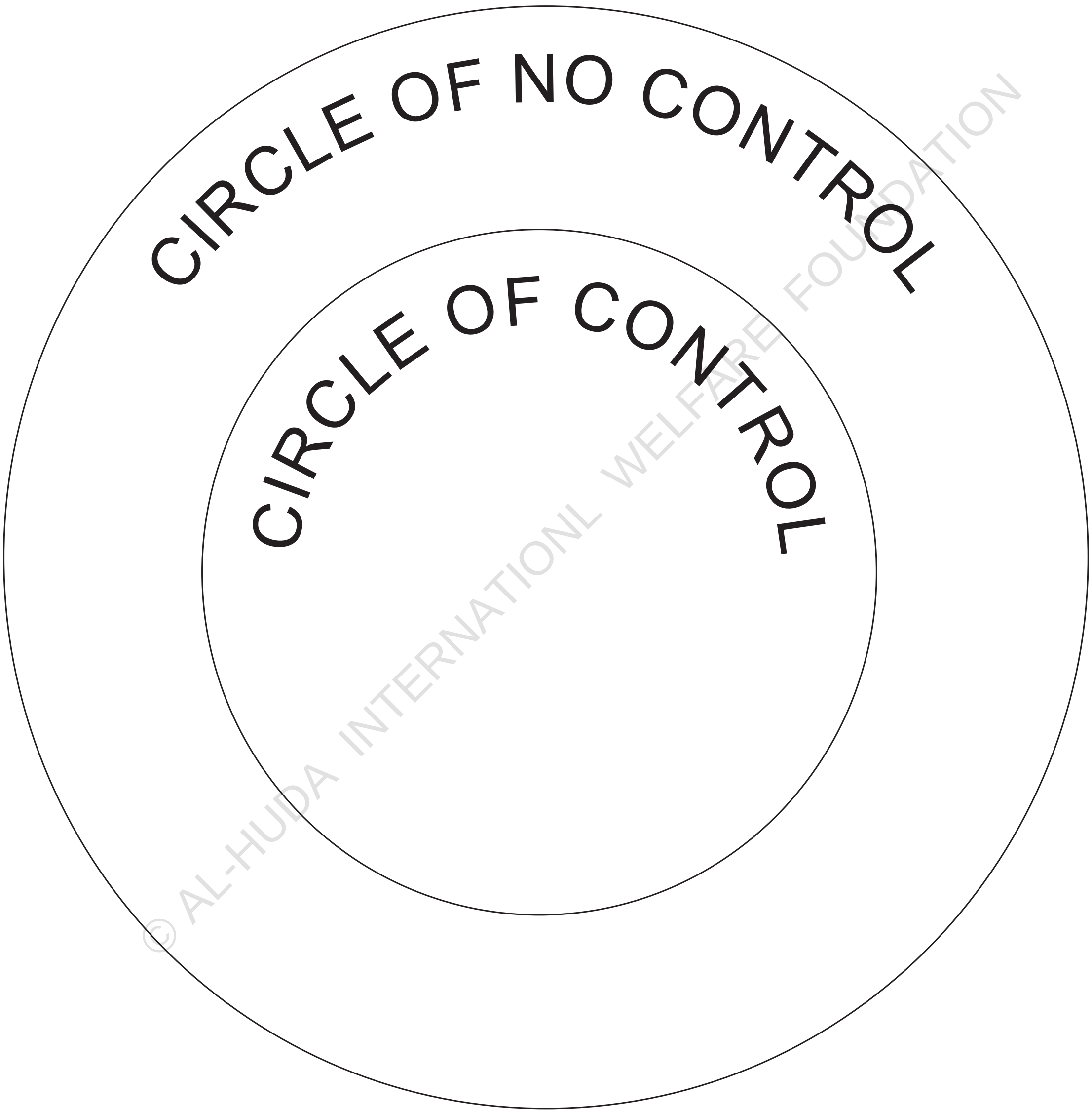
8. اولوالعزم انبیاء کی تعداد -------- ہے۔

9. ---------- اولوالعزم انبیاء میں سے تھے۔

10. رسول اللہ ﷺ نے کبھی ---------- نہیں بولا۔

ورک شیٹ : سبق نمبر10: ایمان بالقدر

کون سی چیزیں آپ کے دائرہ اختیار میں ہیں اور کون سی آپ کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں؟



HAMARAY BACHCHAY

ہمارے بچے

قرآن وسنت کی روشنی میں بچوں کی کردار سازی اس طرح کرنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ان کا ایک مضبوط تعلق قائم ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ومحبت ان کے دل میں جاگزیں ہو جائے۔

ہمارے مقاصد

1۔ قرآن وسنت کی روشنی میں بچوں کی شخصیت وعادات کی نشوونما کرنا۔

2۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت کے ذریعے اسلامی اصول اور اخلاقی اقدار کو ان کی روزمرہ زندگی کا لازمی جز بنانا۔

3۔ مستند اور مفید علم کے حصول کے لیے سازگار ماحول فراہم کرنا۔

ہمارا طریقہ

روایتی طریقۂ تدریس سے ہٹ کر جدید دور کے تقاضوں اور بچوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وسنت اور اسلامی تاریخ کی تعلیم موافق ماحول میں دی جاتی ہے۔ جس میں شامل ہے:

- کہانیاں
- خاکے
- کردار نگاری
- تفریحی وتعلیمی دورے
- مشاہدۂ قدرت
- چھوٹے گروپس اور انفرادی توجہ۔

ہمارے تعلیمی پروگرام

مفتاح القران : ناظرہ قران تعلیم پروگرام

منار الاسلام : 3 سے 10 سال کے بچوں کی کردار سازی پر مشتمل پروگرام

مصباح القرآن : 11 سے 13 سال کے بچوں کی کردار سازی پر مشتمل پروگرام

امہات کلاس : ماؤں کے لیے اسلامی طریقۂ تربیت پر مشتمل پروگرام

تربیتی ورکشاپ برائے اساتذہ : اساتذہ کی صلاحیت واستعداد کو بہتر بنانے کے لیے پروگرام

ISBN 978-969-8665-56-2
04010022